

سرکاری رپورٹ (مباحثات)  
سولہواں اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 18 اکتوبر 2019ء بروز جمعۃ المبارکبے طابق 18 صفرالمظ 1441 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلادت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعاۓ مغفرت۔	11
3	وقفہ سوالات۔	27
4	توجہ دلاؤ نوٹ۔	38
5	رخصت کی درخواستیں۔	57
6	قرار دادنمبر 25 مجاہب: جناب شاہ بلوچ صاحب رکن صوبائی اسمبلی۔	58
7	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	65

## ایوان کے عہدیدار

اپیکر-----میر عبدالقدوس بزنجو  
 ڈپٹی اپیکر-----سردار بابر خان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی-----جناب صفدر حسین  
 ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)-----جناب عبدالرحمن  
 چیف رپورٹر-----جناب مقبول احمد شاہواني



## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 18 اکتوبر 2019ء بروز جمعۃ المبارکب طبق 18 صفرالمظ 1440 ہجری، بوقت شام 04 بجگر 10 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

وَمَنْ أَغْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْگَا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَى ﴿١﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ﴿٢﴾ قَالَ كَذلِكَ أَتَتْكَ أَيْتَنَا فَنَسِيَتَهَا حَوْلَ وَكَذلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى ﴿٣﴾ وَكَذلِكَ نَجِزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِأَيْتِ رَبِّهِ ط  
وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُ وَأَبْقَى ﴿٤﴾

﴿پارہ نمبر ۲۱ سورۃ طہ آیات نمبر ۱۲۳ اور ۱۲۷﴾

**ترجمہ:** اور جس نے منه پھیرا میری یاد سے تو اس کو ملنی ہے گزر ان تنگی کی اور لاکیں گے ہم اس کو دن قیامت کے انداھا۔ وہ کہے گا اے رب کیوں اٹھا لایا تو مجھ کو انداھا اور میں تو تھا دیکھنے والا۔ فرمایا نہیں پچھی تھیں مجھ کو ہماری آیتیں پھرتے نے ان کو بُھ لادیا اور اسی طرح آج مجھ کو بُھ لادیں گے۔ اور اسی طرح بدله دیں گے ہم اس کو جو حد سے نکلا اور یقین نہ لایا اپنے رب کی با قوں پر اور آخرت کا عذاب سخت ہے اور بہت باقی رہنے والا۔ صدق اللہ العظیم۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جزاک اللہ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: point of order صاحب انتہائی قابل اور مختی آفیسر تھے، کل کوئی نہ کراچی شاہراہ پر ایک بہت ہی المناک حادثہ ہوا ہے، clips بھی آپ نے دیکھی ہوئیں۔ اور اس قسم کے بہت سارے حادثات ہوئے لسیلہ میں بڑا حادثہ ہوا جس میں بہت سارے لوگ اُس گاڑی میں جلس گئے تھے اور ہم نے بارہا کہا ہے کہ اس حوالے سے کوئی قانونی کارروائی کی جائے۔ کوئی طریقہ کار اپنایا جائے، تو کل ہی جو واقعہ ہوا ہے بڑا المناک واقعہ ہے، جس میں بہت ہی ایک ایماندار، ایک ذمہ دار آفیسر اور اُنکے Guards اور انکا Driver اُنکی کی شہادتوں کا واقعہ ہوا ہے تو میں request کروں گا کہ اُنکے ایشل ثواب کیلئے فاتح خوانی کی جائے۔

انجینئر زمرک خان اچھنی (وزیر راعت و کاؤپریوائز): جناب اسپیکر! ایک دروناک واقعہ پیش ہوا ہے جس میں طارق زہری کی شہادت ہوئی ہے، حقیقت میں طارق زہری سے ہمارے بہت عرصہ سے جب سے ہم اس پارلیمنٹ میں آئے اُنکے ساتھ ہمارے تعلقات تھے جب یہ چیف منٹر کے PA تھے تو اُس وقت سے ایک بہت شریف نفس انسان تھے، ایماندار تھے۔ حقیقت میں ایک بہت اچھے انسان تھے۔ اللہ انکو جنت نصیب کرے اور اُنکے خاندان کو صبراً جمیل عطا کرے، حقیقت میں ایسے واقعات کا sabotage ہونے چلا یہ جس میں سرِ عام اس طرح پیڑوں آتا ہے کیونکہ اس سے عام زندگی اور عام لوگوں کا خطرہ لاحق ہوتا ہے جس طرح ہمارے بہت قیمتی جو کمشنر ہیں اور بہت سی قیمتی جان اس میں ضائع ہوئی تو ہم اپنی طرف سے اپنی پارٹی کی طرف سے اور اس ہاؤس کی طرف سے اُنکے لئے دعا گوں کہ اللہ تعالیٰ انکو جنت الفردوس نصیب کریں اور اُنکے لیے ایک دعا ہو جائے۔

ملک نصیر احمد شاہوںی: بالکل اسی طرح جس طرح ہمارے دوستوں نے فرمایا یہ واقعہ کل قلات سے کچھ دُور ہے یہ چھہ کے مقام پر پیش آیا ہے اور اُس میں ہمارے کمشنر کران ڈویشن طارق زہری اور اُنکے ساتھ اُنکے چار دیگر دوست بھی اُس میں شامل ہیں، لقمہ اجل بن گئے ہیں میرے خیال میں یہ کوئی نہ کراچی شاہراہ پر آج روزانہ کے حساب سے جس بیدردی سے اس قسم کے حادثات ہوتے رہتے ہیں اور ایک بڑے حادثہ کے بعد پھر ہم اس پر سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ بھائی اس قسم کے حادثات روز ہوتے ہیں اور کبھی بسوں کے بیس رات کو جو سفر کرتے ہیں، اس طرح لسیلہ کے مقام پر دیکھا بس میں پیڑوں بھرا ہوا تھا تمیں، پہنچتیں بندے اُس بس کے اندر تھے اور سب کے سب جلس کر مر گئے۔

اور گزشتہ دنوں میرے خیال میں ہماری اسٹبلی کے اپنے جو colleague اسے بلوج وہ بھی اسی روڈ پر جب ہے جگہ ورکی طرف جا رہے تھے اُس کی گاڑی کو بھی اس قسم کا حادثہ پیش آیا۔ اس لئے یہ روز کا معمول بن چکا ہے اور حکومت فیڈرل

گورنمنٹ کی طرف سے شاید اس کو اس کا جو road double road ہے اُس کی feasibility بن چکی ہے اُس کی approval بھی ہے لیکن اس کے علاوہ سرے دست اس پر پیٹرولنگ ہوتی ہے، انکا کوئی ایسا طریقہ کار حل کیا جائے کیونکہ رات کو سارا وہ سفر میں رہتے ہیں اور سارے دن ہزاروں گاڑیاں اس روڈ سے گزرتی ہیں تو اس کے تدارک کیلئے کوئی سلسلہ کیا جائے اور میں بھی طارق زہری کے اس المناک موت پر تحریت کا اظہار کرتا ہوں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے، اللہ تعالیٰ انکو جنت الفردوس عطا کریں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** مہربانی۔

**انجینئر سید محمد فضل آغا:** طارق زہری کی شہادت میں سمجھتا ہوں کہ بڑا loss ہے کہ پورے صوبے کا loss ہے وہ بہت ہی خوبصورت انسان طبیعت کے لحاظ سے، کارکردگی کے لحاظ سے soft spoken, self made اور انسان تھا، یوں سمجھ کر ہمارا گھر کا ایک فردا چانک ہم سے اڑ کر چلا گیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر پورے بلوچستان کے لوگ سوگوار ہیں اور ہم سب کے ہمدریاں اُنکے خاندان اور اُنکے بچوں کے ساتھ ہیں اور سب دعا گوں کے اللہ انکو جوارحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسمندہ گان کو صبر حمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور ان کے ساتھ جوان کے دوسرے لوگ تھے جو ہماری drivers guards تھا یا تھا اُتنا ہی صدمہ اُنکا بھی ہے وہ بھی اُتنی ہی برابر کی انسانیت سے حوالے سے family کے حوالے سے غریب لوگ تھے پندرہ بیس، پچیس ہزار کی نوکریاں تھیں۔ لیکن دیکھنا ہے، یہ پہلا واقعہ نہیں ہوا، اور اس طرح لوگوں کا جاننا اور راکھنا کہ پھر اُنکی لاشیں جو ہیں DNA سے identify ہو، اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کے ذمہ دار کون ہیں؟ اور اس کا تدارک کیسے ہو سکتا ہے؟ جہاں تک روڈ کی چوڑائی کا تعلق ہے اب پچھلے دنوں Government of Pakistan نے ایک اخباری شوشاہ تو چھوڑ دیا کہ چین نوکری اس کو دورائے کریں گے لیکن آپ نے دیکھا ہے بلوچستان کے منصوبوں کے لئے جو اعلانات ہوتے ہیں اور پھر جو وعدے وفاء ہوتے ہیں وہ تو ہمارے سامنے ہیں اگر ہم اس آسرے پر بیٹھیں گے تو پھر یہ تو بس ایک خواب ہے خرگوش والی بات ہوگی۔ بنیادی وجہ یہ ہے کہ جو ایک نیا اس روڈ پر کوئی to smuggling کے ذمہ دار ہیں، trafficking کے ذمہ دار ہیں، transport control کے ذمہ دار ہیں، vehicle کے ذمہ دار ہیں، checking کے ذمہ دار ہیں، بندی دیاں اُنکی بنتی ہیں، مجھے ایک دفعہ کراچی آنا جانا پڑا اپنی آنکھ کے علاج کی وجہ سے تو یہ گاڑیاں جو ہماری جیسے Probox وغیرہ کہتے ہیں اس پہلے تو یہ oil jerry canes کی تھی وہ اکثر smuggling میں ہوتی تھی اب انہوں نے ایک پھونکنے جیسے بہت سے تھیں جیسے پہلے شکم میں بھرتے تھے اس قسم کی مشکلیں ہوتی ہیں اور وہ گاڑیوں میں پیچھے full کر کے بھر

لیتے ہیں اور پھر وہ jerks کھاتے ہیں نا انکا brake کا پتا چلتا ہے نال اُسکے side lines کا پتا چلتا ہے اس سے پہلے بھی کئی انسان یہاں rock بن چکے ہیں ان کی وجہ، تو روڈ کے چوڑا ہونے construction ہونے تک کا اگر ہم نے صبر کیا، یا جو ہمارے کراچی ٹو کوئٹہ اس اسمبلی میں پہلے بھی resolution میں لا چکا ہوں جو چلتی ہے وہ تمام اُس میں packing ہوتی ہے اور ایک checkpost سے لیکر دوسرے پر اُن کی timing ہوتی ہے چیک پوسٹوں پر مختلف agencies کے جو لوگ ہیں اُنکے پیسے مقرر ہوتے ہیں اور time دیا ہوتا ہے کہ اس وقت پہنچو گے تو اتنے پیسے دو آگے نکل جاؤ اور یہ بھگاتے ہیں انسانوں کو انسان ہی نہیں سمجھتے ہیں بھیڑ کبریوں کی حیثیت بھی نہیں ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ آئے روز کوئٹہ کراچی روڈ پر ہوئے accidents کے transport buses کے trailers کے accidents کے oil کے smugglers کے accidents کے establishment کے ہم خرچے برداشت کرتے ہیں یہ جو traffic anti smuggling forces ہے یا یادگیر smuggling forces کے control agencies کے یادگیر forces کے control ہے اسکے افادیت کیا ہے؟ بھی ہو رہی ہے اور تیل بھی اُسی طرح آیا جا رہا ہے اور accidents بھی دیسے ہو رہے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آغا جان۔

**انجینئر سید محمد فضل آغا:** ایک منٹ میری گزارش پوری ہونے دیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** میرے خیال میں شہداء کے حق میں دعا ضروری ہے۔

**انجینئر سید محمد فضل آغا:** میں اپنی بات مکمل، میری بات مکمل نا ہو تو پھر وہ بات بنتی نہیں ہے۔ پچھلے دنوں کراچی میں ایک پانہ میں کس کریم اڈا کے نام سے، وہاں اب نئی لعنت آئی ہے جو یہ کھاتے ہیں، گناہ، گلکے کے بھی سب smuggling یہاں سے ہوتی ہے۔ یہ ہمارے یعنی انسانوں جسم میں دیکھ ڈال رہے ہیں لیکن ہم پوری provincial government چاہے event ہے، طارق جان کا جانا تو ہم سب کے لئے ایک صدمہ ہے لیکن overall سوچ جائے کہ اس طرف توجہ دی جائے کم از کم، اگر باقی چیزیں نہیں ہو سکتی تو اس آفت سے تو ہماری جان چھوڑائی جائے اور اسی لئے آپ کی بھی توجہ چاہیے، امید ہے آپ کی طرف سے بھی کوئی remarks یا کوئی اس قسم کی بات ہو گی جس سے گورنمنٹ فیڈرل بھی اور provincial concerned agencies بھی ہوش کے ناخن لیکے کچھ حالات کو بہتر بنائے

بہت شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ، جی میڈم ماہ جین شیران۔

**محترمہ ماہ جین شیران:** جناب اسپیکر شکریہ۔ روڈ accident میں کمشنر مکران ڈویژن طارق زہری صاحب جو شہید ہوئے ہیں تو اُس کے لئے میں کہنا چاہوں کہ آج پورا مکران ڈویژن ہمیں ڈسٹرکٹ کیچ سوگ میں ہے کیونکہ وہ جو ہے ایک ایماندار محنتی آفیسر تھے اور بہت active تھے ڈسٹرکٹ کیچ میں education کا چاہے issue ہو چاہے health کا ہو، کوئی بھی ہو تو اُس کیلئے مکران کے لوگ کبھی نہیں بھولیں گے اُنکی خدمات کو اور جو اُسکے ساتھ شہید ہوئے ہیں gunman driver اُنکے لئے افسوس کرتے ہیں اور انہمار تحریکت کرتے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی شکریہ۔ جی میڈم شکلیلہ صاحبہ۔

**محترمہ شکلیلہ نوید قاضی:** جناب اسپیکر! جیسے کے باقی میرے بھائیوں نے اور بہن نے انہمار کیا، کہتے ہیں ایک شخص اپنے گھر سے جاتا ہے اور ایک شخص پورے شہر سے جاتا ہے تو کمشنر مکران ڈویژن طارق صاحب کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ آج پوری قوم بلوچستانی ہم سب افراد ہیں۔ بجائے اس کے کہ ہم لاشیں اٹھاتے رہے تو کیوں ناہم آواز اٹھائیں، اگر سب سے پہلے حب میں یہ واقعہ ہوا پوری بس جس میں بچ اور عورتیں مسافر تھے وہ جل کر راکھ ہو گئے، اُنکی چیخ و پکار آج تک ہماری کانوں سے نہیں جاتی ہیں۔ اگر اُسی وقت ہم action لیتے ہم یہ روڈ سے single کرتے اور اس طرح ہم ناجائز smuggling کے خلاف آواز اٹھاتے تو میرا خیال ہے آج اتنے گھرنا جلتے، مستونگ میں جب باپ کے دو بیٹیوں کی خبر آئی اس کے دونوں بیٹیے اسی smuggling کا شکار ہوئے تو باپ نے اپنے آپ کو 27 دین رمضان میں خود کو ہی shoot کر دیا اپنے بیٹی کی لاشوں آنے سے پہلے on the record بتیں ہیں، بجائے اس کے کہ ہم افسوس کریں، ہم لاشیں اٹھائیں، کیوں ناہم اس پر آواز اٹھائیں متحد ہو کر، تو اس forum پر اللہ جنت نصیب کرے مغفرت فرمائے۔ اُنکے گھر والوں کو اللہ پاک صبر دیں طارق صاحب کو جس سے آج صرف ایک گھر نہیں پورا بلوچستان جس کی وجہ سے آج سوگوار ہے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔ جی جمالی صاحب۔

**میر جان محمد خان جمالی:** بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ طارق کو اللہ بخشنے، اس حادثہ میں شہید ہو گیا بعد اپنے staff کے۔ طارق کے والد اور میرے والد صاحب classfellow تھے، آرمی میں گیا یہ، service میں آیا، civil services میں آیا آرمی سے پھر مکران کا کمشنر بنا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ملک نعیم صاحب اور نصر اللہ زیرے صاحب! آپ لوگوں کو اگر گپ شپ کرنی ہے میرے

چیمبر میں بیٹھ جائیں آپ لوگوں کو چائے بھی مل جائیں اور گپ شپ بھی کر لیں۔ جی جمالی صاحب۔  
 میر جان محمد خان جمالی: جی۔ یہ جو tragedy ہو رہی ہے جیسے بی بی نے پہلے کہا، یہ ایک سلسلہ ہے ان accidents کا، حادثات کا، کچھ یہ fuel کے ساتھ linked ہیں کچھ ہمارے کمزور روؤڈوں کے ساتھ، جیسے آپ کو کوئی، کراچی کو، highway via Khuzdar اس کو killer highway کہتے ہیں۔ اتنے accidents یہاں ہوتے ہیں کہ آپ کی سوچ سے بالاتر ہے۔ dual carriage تو منظور ہوا ہے لیکن خدا کرے کہ آپ کی پیرسی تک بن جائے ابھی آپ جوان یہ پتہ نہیں صالح صاحب، میں اور طارق ملکی تو وہ اور بات ہے لیکن اتنے سال لگ جائیں گے یا اپنی ایک جگہ ہے۔ تدارک کیا جائے اسمگنگ کی بات کر رہے تھے فضل آغا صاحب پاکستان بننے سے پہلے ہماری trade تھی افغانستان اور ایران کے علاقوں کے ساتھ ابھی بھی بہت سے فورم پر ہم نے یہ بات اٹھائی۔ میں ثناء کو کہہ رہا ہوں کہ اگلے اجلاس میں آپ اپویشن والے اور ہم مشترک treasury benches ایک قرارداد لے آئیں کہ ہماری border trade ہونی چاہیے ایک list ہے طریقہ ہے اُس کا افغانستان کے ساتھ بھی، ایران کے ساتھ بھی اور coastal highway پر بھی امارات کے ساتھ۔ یہ جب ذرائع میں گے آپ کو معاشی پھر آپ کی زندگیاں کچھ آسان ہو جائیں گی اُن علاقے کی۔ یہ علاقوں میں لوگ settled down ہو جائیں گے اُن کا ذریعہ معاش بنے گا اور وہ قانونی طور پر یہ چیزیں کریں گے۔ تو میری اس ایوان سے گزارش ہے کہ ایک tragedy ہو گی یاد رکھیے بی بی نے کہا جو والا واقع۔ کیا جب والا کیوں ہو جاتا ہے وہ تیل لارہے ہوتے ہیں گا ڈیوں میں جب accident ہوتا ہے تیل بھڑک اٹھتا ہے سارے لوگوں کو جلا کے شہید کر دیتا ہے فوت ہو جاتے ہیں وہ۔ تو اس کا تدارک یہ ہے کہ legally چیزیں کرائیں آپ لوگ settle ہو جائے society میں یہ ہمیں حرکتیں نہ کرنی پڑے۔ میرا کہنے کا یہ مطلب ہے border trade کے لیے اس ہاؤس کو movement کرنی پڑے گی۔ PTI والوں کو اور ہمیں منوانا پڑے گا جا کے اسلام آباد کے حکمرانوں کو کہ پاکستان بننے سے پہلے بھی ہماری trading ہوتی تھی آنا جانا تھا۔ اُس کو روا رکھے قانونی طریقے سے۔ یہ میں صرف اس لیے add کر رہا ہوں کہ ہمارا ذہن تھوڑا سوچھے کہ مستقبل میں کیسے تدارک ہو گا ان چیزوں کا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ جمالی صاحب۔ جی ثناء بلوج صاحب!

جناب ثناء اللہ بلوج: بسم اللہ الرحمٰن الرّحيم۔ شکریہ جناب اسپیکر! انتہائی افسوسنا ک واقعہ ہے۔ اس واقعہ سے نہ صرف ہم ارکین اسیبلی جو personally اُن کو جانتے تھے، اُن کی family یا خاندان کو بلکہ طارق زہری

صاحب کے حوالے سے پورے بلوچستان میں ایک سوگ کا سامان ہے۔ ایک انہائی competent, amble officer تھے۔ زندگی اور موت اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے۔ واقعات ہوتے رہتے ہیں، ہم سب نے ایک دن شاید اس دنیا میں نہیں رہنا ہے۔ لیکن بلوچستان کے لیے یقیناً یہ ایک دردناک واقع ہے اور شرمناک بھی ہے ہمارے لیے۔ کہ یہ اتنا بڑا officer بلوچستان کا وہ سڑک پر ایک ایسے حادثے کا شکار ہو جاتا ہے کہ جو اگر ہم کل کسی کو کہے کہ جی ہمارے یہاں کوئی گاڑیاں جو ہے پیڑوں لے کر جاتی ہیں اور روز ہماری گاڑیاں اُس کے ساتھ گلک ہے۔ معصوم بچے، بینیں، اور ہماری عوام اور اُس کے ساتھ ساتھ اب ہمارے officials تک اس سارے جو ہمارا نظام ہے یا system ہے اُس کی نظر ہو رہے ہیں۔ جناب والا! اس پر تفصیلًا بات تو ہونیں سکتی اتنا بڑا غم ہے اتنا بڑا ذکر ہے۔ یقیناً اس کو نہ تو ہم اب اُس کے خاندان کے ساتھ اس مجلس کے حوالے سے share کر سکتے ہیں۔ لیکن کم سے کم ایک بات ہے سوچنے کی جس طرح جان جمالی صاحب نے بھی فرمایا فیڈرل پی ایس ڈی پی میں بلوچستان کا حصہ اگر آپ بتائے تو میں آپ کو detail کال کر دکھا دوں گا۔ فیڈرل پی ایس ڈی پی میں بلوچستان کا حصہ 1947ء سے لے کر آج تک وہ کوئی پہلے تو 0.5.6% میں پھر اُس کے بعد 2%， 3% کے 2003ء تک بلوچستان کا فیڈرل پی ایس ڈی پی میں حصہ جو ہے وہ 3% سے زیادہ نہیں رہا۔ گودار کے بعد 2003ء کے بعد کوہہ ہماری فیڈرل پی ایس ڈی پی میں حصے کو 6% سے 7% ظاہر کیا جاتا ہے۔ فیڈرل پی ایس ڈی پی کا ذکر میں نے کیوں کیا۔ جناب والا! یہ جو سڑکیں ہیں ہمارے یہاں جو روئی کی طرح تپلی باریک سڑکیں ہیں یہ صوبائی حکومت ان کو اپنے بجٹ سے پورا نہیں کر سکتا۔ یہ فیڈرل گورنمنٹ کی responsibility ہے کہ جو national infrastructure ہے جس کو قوی شاہراہیں کہا جاتا ہے۔ جو پاکستان کے ایک علاقے کو دوسرے علاقے سے جوڑنے والے دریا یہ ہے ان کو شہر رگ کہتے ہیں جس طرح انسان کی اندر بڑی شہر گیس ہوتی ہے اسی طرح ایک قوم کی شہر رگ اُس کی بڑی شاہراہیں ہیں۔ لیکن پاکستان کی شہر رگ بلوچستان میں آکراتی دلبی تپلی ہو جاتی ہے کہ اُس سے خون تو گزرنانا پنی بجھے ہے وہ ہمارا خون چونے لگ گیا ہے۔

(خاموشی - اذان)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جزاک اللہ۔ جی ثناء بلوچ صاحب تھوڑا مختصر کریں تاکہ باقی کارروائی شروع کریں۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** سر! مختصر رہا، یقیناً اس بات پر ہم کبھی تفصیل میں جائیں گے میرے پاس اگر اس پر وقت کافی ہوتا تو بات کر لیتے۔ لیکن جناب والا! آپ کے توسط سے میں صرف حکومت بلوچستان اور خاص کر جو ہوم منٹر

صاحب بیٹھے ہیں، وزیر اعلیٰ صاحب یہاں تشریف فرمانہیں ہے۔ سلیم کھوسہ صاحب بیٹھے ہیں، دونوں سے متعلق ہے۔ کہ بلوچستان میں بہت سی چیزیں بہتر ہو سکتی ہیں۔ We have to be little bit innovative and we have to be little bit serious. آپ کو جدت لانی پڑے گی اور تحفظی سی سنجیدگی لانی پڑے گی حکمرانی میں۔ یہ جو جتنا کارروبار ہے ہم نہیں چاہتے ہیں جو تیل کا کارروبار کرنے والے لوگ ہیں چھوٹی موٹی گاؤں میں ان کو بے روزگار کریں۔ لیکن ان کو regulate کیا جاسکتا ہے۔ آپ special SOPs procedure میں اپنی registration کروائے گی۔ جو پیسہ ناجائز طور پر چیک پوسٹوں میں لیا جاتے ہیں، جو قومی خزانے میں نہیں آتا صوبے کے خزانے میں کسی طریقے سے جائے گے۔ we can regulate everything، ریاست اور حکومت بہت بڑی چیز ہوتی ہے۔ اس میں اگر دو چیزیں ہوا خلاص، سنجیدگی اور جدت ہرگز رتے وقت کے ساتھ حکومت کو ایسے challenges درپیش ہوئے دُنیا میں ہر جگہ پر لیکن بد قسمتی کی بات یہ ہے کہ حکومت جدت اور commitment دو چیزیں اس حکومت میں نظر نہیں آتی جس کے باعث اسی روڈ پر جو ہے ہم نے ہزاروں سینکڑوں لاشیں اٹھائی اور آج اپنے ایک ایسے محبوب دوست کا جو پورے بلوچستان کے لیے ایک قوی اثاثہ اس کی لاش بھی اٹھانے پر ہم آج مجبور ہو گئے ہیں۔ جناب اسپیکر! آپ اس پرولنگ دیں یا حکومت کو کم سے کم یہ تنبیہ کرے کہ اس پر سنجیدگی سے سوچھنے کا مظاہرہ کریں کہ اس پر بٹھائیں سارے لوگوں کو جن جن districts میں یہ ہو رہا ہے اُن کے ساتھ بٹھائیں ہم آپ کو ایک سے ایک بہترین idea دینے کے لیے تیار ہیں۔ ہم تھک گئے یہ کہہ کر کہ ہم آپ کے ساتھ تعاون کے لیے تیار ہیں۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ حکومت شاید ایسے معاملات کو سنجیدگی سے نہیں لیتی ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔ جی خیاء اللہ صاحب!

میر خیاء اللہ لاگو (وزیر ملکہ داخلہ و قبانی امور و جبل خانہ جات و پی ڈی ایم اے): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ سب سے پہلے تو طارق زہری جیسے ہونہار قابل آفسر کی شہادت پر اظہار افسوس کرتا ہوں۔ میر اُن کے ساتھ جب سے ہوم منشہ بنا ہوں وہ کمشنز مرکران ڈویژن تھے تو پچھلے ہفتے کے دوران بھی ہماری دو meetings ہو چکی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان اپنے ایک اثاثہ سے محروم ہو چکا ہے۔ اور سب سے زیادہ قیمتی چیز وہ انسانی جان ہے۔ ہمارے اپوزیشن کے دوست جو کہہ رہے ہیں کہ ہم تجاویز دینے گے اُس پر حکومت عمل نہیں کرتی ہے حکومت میں سنجیدگی نہیں

ہے۔ تو میں اس فورم آپ کے توسط سے اپوزیشن کو کہتا ہوں کہ وہ آئے ہمارے ساتھ بیٹھ جائے کیونکہ کل پھر اسی پیڑوں کا کارروبار کو اگر ہم بند کر دینے کو پھر بھی چھیں اسی کرسیوں سے اٹھیں گی کہ آپ نے پیڑوں کا کارروبار بند کیا ہے۔ تو اس میں تنقید کے بجائے ایک سمجھیدہ وہ کرنی چاہیے۔ آخر میں میں پھر طارق زہری کی شہادت پر اظہار تعزیت کرتا ہوں اور لوواحقین کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتا ہوں۔ مہربانی۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی شکریہ۔

**ملک سکندر خان ایڈووکیٹ (قادم حذب اختلاف):** یقیناً کیپٹن ریٹائرڈ طارق زہری کی شہادت بڑا المیہ ہے۔ ان کے والد صاحب نے بھی ساری زندگی بلوچستان کی خدمت کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور ان کے پسمند گان کو رب العالمین صبر جمیل عطا فرمائے۔ اسی طرح بیلہ میں جو لوگ جلس کے شہید ہوئے ہیں ان کی بھی اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔ جو احتیاطی تدارک کے سلسلے میں فضل آغا صاحب نے، ثناً، صاحب نے اور دوسرے دوستوں نے بات کی ہے اُس کو میں second کرتے ہوئے یہی عرض کروں گا کہ دنیا میں کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جس کا حل نہیں لکھتا، ایسی کوئی مصیبت نہیں ہے جس کا تدارک نہیں ہو سکتا۔ ایسے مشکلات نہیں ہے جنہیں حل نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اُس کے لیے will کی ضرورت ہے، اخلاص کی ضرورت ہے، اور ایک firm-determination کی ضرورت ہے۔ اس وقت چونکہ ذمہ دار ان یہاں اُس سطح کے نہیں ہیں تو میں آپ کے توسط سے سردار صالح بھوتانی صاحب سے، محترم زمرک خان صاحب، محترم میر نصیب اللہ خان مری صاحب سے، محترم سلیم کھوسے صاحب سے، اور محترم ضیاء اللہ لانگو صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کو ایک pain سمجھ کر، ایک مشکل سمجھ کر اس پر آپ بیٹھ جائے اور اپنے دیگر ساتھیوں کو بھی اور یہ جو آئے روز حادثات ہوتے ہیں ان کے تدارک کے لیے آپ کوئی راہ نکالیں اسی پر میں اتفاق کروں گا۔ thank you

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔ جی مولوی صاحب شہداء کے حق میں دعا فرمائیں۔

(دعاۓ مغفرت ہوئی)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ملک صاحب! میرے خیال سے کارروائی شروع کرتے ہیں۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** سلیم جان کھوسے نے اُس کا جواب دے دیا تو آج منشی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ زرعی انکمٹکیس کے حوالے سے کہ جو گزشتہ دور حکومت میں ایک قانون بنایا گیا اور چار لاکھ آمدن پر پانچ ہزار روپے زرعی انکمٹکیس انہیوں نے بلوچستان پر لگایا ہوا تھا تو آج میرے خیال سے پورے زیارت میں زمینداروں کو اُس کا نوٹس وصول ہو چکا ہے جناب اسپیکر! میں نے اُس دن بھی کہا تھا کہ چونکہ بلوچستان کی جو زمینداری ہے سوائے ایک دو

اصلاح کے جہاں نہری آپاشی ہے باقی تمام اصلاح میں زمیندار جو ہے ٹیوب ویلوں کے ذریعے زمینداری کرتے ہیں اور اتنی بڑی آمدنی اور رقم ان کو نہیں ملتی۔ آج ایک دم بیک جنپش قلم جو ہے ایک چار لاکھ کی اُس کی آمدنی پر اُس سے پانچ ہزار کا ٹیکس وصول کرنا ایک ظلم ہے گزشتہ حکومت نے جو بھی کیا تھا۔ میری کوشش یہ ہے کہ آج ہماری موجودہ جو گورنمنٹ ہے اُس پر بیٹھ کر نظر ثانی کرے کیوں کہ ہم نے سنا ہے کہ باقی صوبوں میں اگر کوئی زرعی انکمپلکس ہے وہ تمیں لاکھ کے بعد ان سے کچھ وصول کیا جاتا ہے۔ ابھی بلوچستان میں جو ہے چار، پانچ لاکھ کے بعد چار، پانچ ہزار روپے وصول کرنا میرے خیال میں ایک بہت بڑا ظلم ہے۔ تو منستر صاحب بیٹھا ہوا ہے ان سے گزارش کروں گا کہ اس سلسلے میں اگر ان کی گورنمنٹ آج کیا زمینداروں کی کیا مدد کر سکتی ہے۔ اس مسئلے کو کابینہ میں حل کیا جاسکتا ہے اسمبلی میں کوئی دوبارہ اس کے لیے کوئی قانون لانا پڑتا ہے ایک اہم مسئلہ ہے پورے بلوچستان کے زمینداروں کے لیے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ ملک صاحب۔ جی زمرک خان صاحب!

**وزیر حکومت زراعت و کاؤنٹری یوو:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب! حاجی صاحب نے صحیح فرمایا کہ کچھ ایسا قانون سازی ہوئی ہے پہلے جو اُس میں زمینداروں کا شاید کچھ فضانت ہو رہے ہوں۔ اب جو tax کی بات کی تو میں نے حاجی صاحب سے ویسے زبانی بات کی کہ اگر آپ نے اس کو اٹھایا ہوا ہے اُس forum پر اسمبلی میں ہم چاہتے ہیں کہ اگر ہم بھی اگر اس صوبے سے تعلق رکھتے ہوئے ایک زمیندار کی حیثیت سے یہاں اس صوبے کے باشندے کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض بتاتے ہے۔ کہ ہم اپنے زمینداروں کو جو بھی سہولیات دے سکتے ہیں وہ دینا چاہیے کیونکہ ہمارا بلوچستان ایک بہت پسمندہ اور غریب صوبہ ہے اور یہاں کوئی 80 فیصد لوگوں کا دارو مدار جو ہے وہ زراعت سے ہے۔ اور زراعت میں ہم ابھی ایک meeting ہوئی تھی federal Minister میں وہاں Federal Secretary اور Federal Secretary سے بھی میں نے کہا کہ آپ بلوچستان کو focus کر لیں۔ بلوچستان میں بہت مشکلات ہیں بہت غربت صوبہ ہے پانی نہیں ہے ہمارے پاس آپ ہمیں ڈیزیز بنا کے دیں آپ ہمارا جو ہے ایک اچھا نیچ جو ہم بلوچستان سے پہلے export کرتے تھے۔ پوری دنیا کو کرتے تھے یہ نہیں کہ صرف پاکستان کو یہ کوئی 30 سال 40 سال پہلے کی بات ہے۔ تو میں نے کہا میں ہمارے پاس موجود ہے سب کچھ ہے آپ بلوچستان کو focus کریں اور priority list کر کھیں کہ بلوچستان کے زمینداروں کو آپ بلوچستان کے عوام کو کیا دے سکتے ہیں لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ یہاں کے ہوتے ہوئے خود ہوتے ہوئے زمینداروں پر بوجھڈاں دیں کہ وہ نہیں کر سکتے ہیں۔ تو میں اپنے بھائی جو ہمارے زمیندار ایکشن کمیٹی کے نصیر صاحب president بھی ہیں اور جاتے بھی ہیں بہترین طریقے سے سیاسی بھی ہیں اور زمیندار بھی ہیں میں request کروں گا

کہ اگر وہ ساتھ بیٹھ جائے۔ چاہئے ان کا کوئی اور بھی زمیندار ہو جو بہتر طریقہ ہو سکے بالکل اگر 4 لاکھ پر 5 ہزار tax دیتا ہے تو یہ تو بالکل بوجھ ہے ہمارے زمینداروں پر وہ نہیں دے سکتے ہیں۔ تو ان کے لیے ایک قانونی راستہ بنالیں اگر ہم محکمے کے توسط سے اُس کو کر سکتے ہیں۔ زراعت کے agriculture department کے توسط سے کر سکتے ہیں۔ تو ہم اُدھر ہی اُن کو حل کر دیں گے اگر اس میں اسمبلی کی ضرورت پڑی یا cabinet کی ضرورت ہوئی تو پہلے cabinet میں جائیں گے۔ قانون سازی کریں گے legislation کی صورت میں اُس کے بعد جو ہے پھر ہم اسمبلی میں لے آئیں گے۔ جتنا بھی ہو سگا ہم زمینداروں کے لیے کریں گے ہمارا یہ جو ہے زراعت department ہے اور میں بذات خود از منشیر ان کو یہ تسلی دیتا ہوں کہ جو بھی مشکل ہوگی ہم باہر بھی ساتھ گئے تھے ان کو میں نے اس لیے لے گیا کہ ہم چاننا سے کچھ لاسکیں، ہم کہیں اور بھی trip رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اٹلی، اپسین اور آسٹریلیا جائیں، بلوچستان کے زمینداروں کے لئے اچھی زندگی بنانے کے لئے ہم یہاں vegetable کا گلak میں fruit industries میں مختلف انہوں نے بھی دیکھے اور ہم نے بھی دیکھے تو اس صورت میں میں یہی کوشش کروں گا کہ ان مطلب جانتے ہوئے اس کو دعوت دون گا۔ کہ میں ان کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا ہمارے جتنے بھی experts میں چاہئے اُس میں ہمارے DGs میں ہمارے secretaries میں ان سب کو ہم اعتماد میں لے کے جو بھی قانون سازی ہو یا پھر عمل کر سکتے ہیں تو وہی حل کریں گے۔ یا اگر اسمبلی کی ضرورت ہوئی تو اُس کو اسمبلی میں لائیں گے۔ تو اس بات پر میں شکریہ ادا کرتا ہوں آپ کا۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ زمرک خان اچکزئی صاحب آپ نے بہتر کہا اس کا یہی طریقہ ہے کہ آپ لوگ ایک ساتھ بیٹھ جائیں۔ جی میدم۔

**محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکریٹری):** شکریہ جناب اسپیکر صاحب! ایک سال پہلے میں ایک قرارداد اسمبلی میں لائی تھی PIA کے حوالے سے کہ ہمارے بلوچستان کے fears کیا جائے۔ جیسے پورے پاکستان میں تمام صوبوں میں fix rate ہے لیکن ہمارے لئے ابھی بھی وہ قرارداد پورا سال گزرنے کے بعد بھی باہر public میں کوئی جواب دے پاتے کہ اب تک ہمیں کوئی reply federal ہے نہیں آیا کہ ہمارے fears کے جائیں۔ اس کے لئے ہماری public by air بھی سفر کرتی ہے تو جو عملہ ہے port air پر چاہئے وہ کراچی کا عملہ ہو، اسلام آباد ہو یا کہیں کا بھی اُن کا سلوک ہوتا ہے وہ اتنا ہوتا ہے کہ میرا خیال جو bus میں travel کرنے والے لوگوں کے ساتھ جو conductor ہو وہ زیادہ تنیز سے پیش آتے ہیں تو کیا بلوچستان کے ساتھ یہی سلوک ہمیشہ سے ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ یہ جو ہمیں red card دیا ہے

یہ ہمیں سے واپس لے لیں جب ہماری عوام کے ساتھ اس طرح کا سلوک ہے ہمیں یہ cards نہیں چاہئے۔ ہمیں بھی وہی عزت چاہئے جو باقی صوبوں کو ہے ہمارے صوبے کے لوگوں کو بھی اُسی طرح کی نظر سے دیکھنا چاہئے ورنہ یہ cards ہمیں بھی نہیں چاہئے۔ میرا خیال ہے سارے پارلیمنٹرین card واپس کر دینے۔ کیونکہ ہماری عوام کے لئے یہ فوری اس پر action لینے کی ضرورت ہے اور آپ کے حکم سے یہ letter وہاں جانا چاہئے کہ اس پر عملدرآمداب تک کیوں نہیں ہوا ہے۔ شکر یہ  
جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکر یہ میدم۔ جی زمرک خان۔

**وزیر حکومتہ زراعت و کاؤنٹری یونیورسٹیز:** جناب اسپیکر صاحب! اس پر میں ایک بات کروں گا کہ جب نواب اسلام ریسنسی اسٹاف اپنے اعلیٰ افسوس کا اعلان کرے تو اس وقت بھی یہ کرانے جو ہوتا تھا بلوچستان کے مسافروں کے لئے سب سے زیادہ ہوتا تھا۔ میں نے اُس کی مثال بھی پیش کی اُس وقت کہ area distance چار سو کلومیٹر بنتا ہے ہماری اُس وقت جو تھی یہی پر ہماری fear جو تھی وہ تقریباً 14 ہزار روپے اسلام آباد اور پشاور سے کراچی تک اُن سے 7 سے 8 ہزار روپے لیتے تھے۔ تو پھر ہم نے وہاں کے GM کو یہ جو PIA کا GM تھا اُن کو بلا یا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ جب پوچھتے ہیں کہ جی نقصان کر رہا ہے بلوچستان سے PIA جو ہے وہ خسارے میں ہے۔ دیکھیں یہ جو قومی Air lines ہوتے ہیں یا قومی ادارے جو ہوتے ہیں جب جب یہ کام کرتے ہیں تو وہ اس چیز کو نہیں دیکھتے ہیں کہ جی فلاں جگہ سے ہمیں profit مل رہا ہے تو بلوچستان سے نہیں مل رہا ہے تو ہم اس پر کرایہ زیادہ کریں گے۔ کچھ جو ہے سہولیات دیتے ہیں یہ عوام کو یہ قوم federal government یا وہاں کی ذمہ داری نہیں ہے ہم نے واپڈا سے شکایت کی اُن کو بلا یا ہم نے PTCL سے شکایت کی اُن بلا یا لیکن وہ نتیجہ نہیں نکلتا ہے پھر اگلی اسمبلی کی کارروائی پڑی ہوئی ہے میں نے بات کی میں نے کہا اس صاحب ہمیں چاہئے کہ ہم اس Airport کا ایک دودن کے لئے بند کر دیں کہ ہمیں نہیں چاہئے آپ کا جہاز آپ یہ land ہمارا ہے یہ میں ہماری ہے آپ یہ ہم سے صوبائی حکومت سے لیتے ہوئے لیکن ہماری عوام سے آپ 15 سے 20 ہزار کرایہ لیتے ہو تو اس پر ایک متفقہ ایک چیز میں بھی ان کے ساتھ ہو یہ card لینا چاہئے ہیں ہم یہ card بھی دینے گے۔ سب کچھ بھی دینے لیکن اس طرح ظلم برداشت نہیں کریں گے چلو کرایہ آپ fix کرتے ہو آپ دیکھو کوئی سے کراچی تک کتنا distance ہے یہاں سے اسلام آباد تک کتنا distance ہے آپ اسلام آباد سے کراچی کتنا لیتے ہو، اسلام آباد سے لاہور کتنا لیتے ہو، اور ہم سے کتنا لیتے ہیں۔ تو کم از کم ہمارے ساتھ ایک اور special رعایت ہوئی چاہئے۔ کیونکہ ہمارے لوگوں کے پاس وہ وسائل ہیں نہیں

لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ جی نقصان ہے تو نقصان کر رہے ہو تو دوسرا جگہ تو آپ کروڑوں روپیہ کمار ہے ہیں تو ایک جگہ اگر آپ کو پانچ روپیہ نقصان ہو رہا ہے تو اٹھا لو۔ کیونکہ ہم بھی یہاں کے عوام ہیں اس ملک سے تعلق رکھتے ہیں ہم بھی یہاں کے باشندے ہیں۔ کچھ تو دینا چاہئے تو اس پر میں یہی کہتا ہوں کہ آپ GM کو جو یہاں کا General Manager ہے یا ان کا جو چیز میں ہے PIA کا کبھی ان کو بلا لیں یہاں بیٹھا کیں اگر نہیں کر سکتے ہو تو ہم آپ کو facilities بھی نہیں دے سکتے آپ کس بنیاد پر ہماری زمین استعمال کر رہے ہیں یہ tax کدھر جارہے ہیں سارے federal میں جارہے ہیں چاہئے aviation کا ہے چاہئے PIA کا ہے کچھ بھی نہیں صوبے کو کیا مل رہا ہے۔ PIA سے تو کچھ بھی نہیں مل رہا ہے ہم سے تو کرایہ لیتے ہیں ڈبل کرایہ لیتے ہیں۔ تو یہ احسان تو نہیں ہے یہ تو بوجھ ہے ہمیں لوگوں پر تو اسی میری تجویز یہی ہے شاکد سارے house کی یہی تجویز ہو گی کہ ان کے یہاں GM بیٹھتے ہیں یہاں چیز میں بیٹھتے ہیں ان کو بلا کے سارے اسمبلی کے جتنے بھی ممبرز ہیں۔ ان کو بٹھا کے جو مناسب ہو ہم وہی ادا کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن ریاست ہونی چاہئے۔ thank you

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی شکریہ۔ جی۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب اسپیکر! شکریہ آپ کا آج کی کارروائی کا ایجاد بہت بڑا ہے اور سننے میں یہ آرہا ہے یہ آج آخر دن ہے تو میں گزارش کروں گا کہ اس کو extend کیا جائے۔ دوسرا گزارش یہ ہے کہ pharmacist اس وقت hunger strike پر ہیں۔ اس سے پہلے انہوں نے احتجاج کیا اس کی کمیٹی بنی اور اس کمیٹی نے دس دن میں فیصلہ کرنے کا وعدہ دیا۔ آپ رولنگ دیدیں اس کے بعد میں بات کرتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ملک صاحب! وہ ایک issue پر بات چل رہی تھی اس پر میں نے روکنے دی۔ آپ نے تیج میں وہ ایک دوسرا وہ کر دیا۔ PIA والے issue چل رہا تھا اس پر میں نے کوئی بات نہیں کرنی تھی روکنے دینی تھی۔ جی میڈم! جیسے آپ اور زمرک خان PIA کے حوالے سے بات کی تو ہم اس کے GM کو ایک letter کا بھیجتے ہیں۔ اگر انہوں نے letter میں کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا یا آپ لوگ مطمئن نہیں ہوئے تو اگلی دفعہ جو ہے اس کو بلا لیں گے۔ اسی قرار داد کو جو ہے letter کے ساتھ attach کر کے بھجوادیں گے۔ اگر تسلی بخش نہیں ہوا تو پھر اگلی دفعہ ان کو بلا لیں گے پھر آپ معزز رکن ان سے بیٹھ کر جو ہے سامنے بات کریں۔ جی ملک صاحب۔ جی جمالی صاحب۔

**میر جان محمد خان جمالی:** جناب اسپیکر صاحب! میں کچھ گزارش کروں یہ GM سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہو گا اور یہ اعلیٰ صاحب کو ان کا جو PIA کا chief executive officer serving Air Force کے اس وقت

officer ہے اُس کو ادھر تکلیف دیں وزیر اعلیٰ صاحب تکلیف دیں۔ ہمارے جو Civil Aviation کے وفاقي وزیر ہے وہ آئیں یا اس level پر باتیں ہوں گی۔ یہ لوگ GM آگے forward کرتا رہے گا کچھ نہیں کر سکے گا۔  
**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ٹھیک ہے۔ جی ملک صاحب!

**قائد حزب اختلاف:** جناب اسپیکر! کہ یہاں اسمبلی میں قرارداد پاس ہوتی ہیں جس طرح ابھی اس قرارداد کا ریفرنس آیا ایک سال پہلے قرارداد پاس ہوئی ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے کہ جب یہ پوری اسمبلی سے قرارداد پاس ہوتی ہے تو 65 لوگ اس کو پاس کرتے ہیں اور 65 لوگوں کا مقصد یہ ہے کہ بلوچستان کی پوری آبادی جو ہے اُن کے representative یہاں بیٹھے ہیں۔ پورا بلوچستان ایک قرارداد پاس کرتا ہے اُس کو اہمیت ملنی چاہئے۔ اور جب قرارداد پاس ہوتی ہے تو آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اُس کو پرسوں بھی کرنا چاہئے اور قرارداد پر عملدرآمد ہونے چاہئے۔ اب آج بھی کتنے قرارداد ہیں اس میں اہم قرارداد ہے اس سے پہلے کتنی قرارداد پاس ہوئی ہیں۔ اُن پر عملدرآمد ہوا آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ تمام قرارداد کو اسٹاف کو کہہ دیں کہ وہ آپ کے سامنے لے آئے اور ایک ایک پر آپ ان کو implementation کے orders issue کریں۔ دوسرا گزارش یہ ہے کہ جو میں عرض کر رہا تھا کہ یہ pharmacist کا گورنمنٹ کے ساتھ taken up بھی ہوا ہے فیصلہ بھی ہوا ہے اور کمیٹی بھی بنی ہے اور کمیٹی نے اب تک کوئی فیصلہ نہیں کیا اب وہ hunger strike پر ہیں تو جب کسی کے ساتھ یہ گورنمنٹ یا government functionaries کوئی وعدہ کرتی ہے۔ جی ہاں تو میں یہ صرف اس کی بنیاد جناب کے سامنے عرض کروں گا۔ کہ جب ایک settlement ہوتی ہے یا کوئی ایک فیصلہ ہوتا ہے یا کوئی وعدہ ہوتا ہے۔ حکومت کی طرف سے یا state functionaries کی طرف سے تو اس کو آپ ensure کریں کہ یہ فیصلہ ہوا ہے اور within time اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ اس طریقے سے اس اسمبلی کا جو وقت وہ بھی ختم ہو جائیگا اور آپ کا جو فیصلہ ہے اُس کو بھی نظر انداز کیا جائے گا۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ ابھی اسی طرح ایک جو نیئر ٹیچر زایسوی ایشن 2006ء میں جناب اسپیکر! Act میں ترمیم بھی ہوئی ہے کہ 50% promotion quota ہے اور 50% recruitment quota ہے اب 2006ء سے آپ اندازہ لگائیں۔ کہ جو ٹیچر ہیں وہ روز آتے ہیں اور اپنے promotion کو کام مطالبه کرتے ہیں۔ اب 14 سال ہو گئے ہیں اس law کو بھی بننے ہوئے یہ جو احکامات جاری ہونے کے بھی اب 14 سال ہوئے ہیں۔ لیکن جب اس طرح لوگوں کے مسائل حل نہیں ہو گئے جب یہ وعدہ ہو گا ان کے ساتھ یہ کام حد تک ہو جائے گا۔ وہ سالوں میں نہیں ہوتا تو پھر اعتماد والی بات یا حکومت والی بات یا حکومت چلنے والی بات یا good administration والی بات یہ ساری چیزیں پھر رہ جاتی ہیں تو میں

یہ جیسے آج جناب اپسیکر! جو اس دن یونیورسٹی کے بارے میں کمیٹی بنی تھی آج اُس کا اجلاس تو سرسری ہوا ہے۔ اس میں جناب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ہفتے کوکل اس کا اجلاس آپ جناب بلا لیں اور یہ پیٹھ جائیں اُسکے بعد day to day hearing کی اس کی منزل پر پہنچے۔ ریکوڈ کی میں کمیٹی بنی ہے اُس کو ابھی دو سال ہونے کو ہیں ایک اجلاس نہیں ہوا ہے تو اسمبلی کی اس کمیٹی کا کیا فائدہ اب جو کمیٹی بنی ہے ان تمام اراکین کے اسرا رپر جناب کے حکم سے یہ کمیٹی بنی ہے۔ اب اگر اس کا اجلاس یا کسی منطقی نتیجے پر نہیں پہنچتے ہیں۔ اور انابرادرالیہ سانحہ اب اُس کی صحیح تحقیقات سامنے نہیں آتی ہے اور جو لوگ اس کے مرتكب ہوئے ہیں ان کو قرار واقعی سزا نہیں ملتی تو جو اخباری بیانات ہیں اُس کا تو یہ ہے کہ اُس کا مداوا تواب یونیورسٹی پورا بلوچستان کرنیں سکتا جس طریقے سے حالات بننے تو میری گزارش یہ ہے آپ جناب order کر دیں کہ کل کمیٹی کا اجلاس ہو جائے۔ اور اُس کے بعد final تحقیقات تک اس کمیٹی کا روزانہ کی بنیاد پر ان کا اجلاس رکھا جائے تو اس طریقے سے یہ مسائل جو یہاں discuss ہوتے ہیں اُن کا نتیجہ بھی ہونا چاہئے۔ جناب اپسیکر صاحب thank you۔

**جناب ڈپٹی اپسیکر:** شکریہ۔ جی ملک نعیم بازی صاحب آپ کچھ بولنا چاہتے ہیں۔

**ملک نعیم ملک بازی (مشیر برائے وزیر اعلیٰ ایکسائز ڈیکسیشن):** شکریہ اپسیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں طارق زہری کی جو شہادت ہوئی ہے اُس پر اظہار افسوس کرتا ہوں۔ اور یہاں جو یونیورسٹی کی جو بات ہے اپسیکر صاحب! بلوچستان یونیورسٹی کے واقع پر meeting ہوئی ہے۔ مگر طارق زہری کی شہادت کی وجہ سے ممبران حاضر نہ ہو سکے آئندہ اجلاس 22 تاریخ کو منعقد ہو گا۔ یہ انتہائی اہم اور احساس معاملہ ہے ہماری کوشش ہے کہ بچیوں کو انصاف دلایا جاسکے۔ اور والدین کا اعتماد بحال کیا جاسکے۔ کیونکہ بلوچستان ایک قبائلی معاشرہ ہے اس معاملے میں کوئی غیر ذمہ داری کا مظاہر نہیں ہو گا۔ پوری ایمانداری سے مسئلہ پر توجہ دینگے اور اس کا حل نکالا جائے یہ تم لوگوں کے بلوچستان کی عزت کا مسئلہ اور معاملہ ہے یہ 22 تاریخ کو انشاء اللہ جلد اس کا meeting بلا میں گے۔ شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اپسیکر:** شکریہ ملک نعیم بازی صاحب۔ جی میدم۔

**محترمہ شکلیہ نوید قاضی:** جناب اپسیکر! یہ یونیورسٹی کا issue جیسے ثناء بھائی نے very highlight کیا beginning میں نے بھی کافی بات کی اور تب سے لیکر آج تک بلوچستان کی بچیوں کی کافی امیدیں میرا خیال اس کمیٹی سے وابستہ ہیں۔ صرف چیزیں کے انتخاب پر اس controversial ہم صح بنانا۔ آج تقریباً ہم صح ساڑھے 11 بجے سے میں بیٹھی ہوئی تھی 3 بجے میں وہاں سے اٹھی ہوں صرف اس طرح کی چیزوں کے نہ یہ اپوزیشن کا forum تھا نہ گورنمنٹ کا۔ یہ ہم نے اُن بچیوں کو انصاف دلانا ہے جن کے ساتھ یہ ہوا ہے اُن کی

امید یہ ہم سے وابستہ ہیں۔ جناب اسپیکر! اگر transparent enquiry کے favour میں ہوتے تو میں یہ کہتی تھی جس دن اسی ایوان سے اسی respective nominations گلہ سے جب یہ delay گئی اُسی دن ہونی چاہئے تھی۔ چیزوں کو ہم جتنا delay کریں گے اُتنا ہی delay ہونے لگے ایک چیز پر سن کا چنانہ میرا خیال ہے کوئی rocket science نہیں تھا۔ اس میں آپ کے لوگ تھے، آپ کے 8 لوگ present تھے دلوگوں کی وجہ سے آپ اس کو کہتے ہو کہ کورم پورا نہ ہونا تو میرا انہیں خیال تھا کہ کورم پورا نہیں تھا کورام complete تھا۔ ابھی بھی میں حالات آپ کو بتاؤں کہ بچیوں نے hostel چھوڑ دیا ہے۔ اگر ہم transparent inquiry نہیں کر سکتے تو براہ کرم یہ کمیٹی ہی کرو دیں۔ اختیارات ہمارے پاس نہیں ہیں جتنی بھی کمیٹی آپ بنالیں کچھ نہیں ہو گا۔ تو میری اس ایوان سے گزارش ہے کہ اس کو جتنا بھی آپ late کریں گے تو اس کے ذمہ دار جناب اسپیکر! آپ بھی ہوں گے اور ہم بھی ہوں گے۔ تو میری اس ایوان سے گزارش ہے کہ آپ اس کمیٹی کی میٹنگ کل ہی call کریں، کل ہی جو اس پر لے سکیں تاکہ اس پر as soon as ہم اس پر inquiry start کر سکیں۔ thank you

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ، جی میڈم بشری۔

**پارلیمانی سیکرٹری:** جناب اسپیکر! میرا خیال ہے واقعی اس کو اتنا سیریں لینا چاہئے بحیثیت ایک educationist میں اس کی باریکیوں کو صحیتی ہوں۔ اور کیونکہ یہ یونیورسٹی میرے پڑوس میں بال مقابل ہے اور میں اس کی بہت اندر وی فیصلہ معاملات کو جانتی ہوں تو ایسے ایشور پر خواتین کی میرے خیال میں نمائندگی زیادہ ہونی چاہئے تھی کیونکہ بحیثیت خواتین ہم ان بچیوں سے بات چیت کر سکتے ہیں وہ باتیں جو مرد حضرات نہیں کر پاتے۔ تو میرے خیال میں اس کمیٹی میں تھوڑی رد و بدل کی ضرورت ہے اور آج ہیسے کہ بھی کچھ لوگ کمیٹی میں موجود نہیں تھے تو اس کو دوبارہ تشکیل دی جائے کم از کم فضی فضی کر دی جائے تاکہ اس کو جلد از جلد نمائیا جائے یہ اہم مسئلہ ہے۔ ہماری بچیاں بڑی مشکلوں سے گھروں سے اجازت لیکر کے آتی ہیں اور اگر اس طرح کے حالات ہوئے تو ہم تعلیم کے حوالے سے نیچے گرتے چلے جائیں گے پرستیج کے حوالے سے تو اس کمیٹی کو review کر دیا جائے۔ بہت شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔ جی آغا صاحب۔

**انجینئر سید محمد فضل آغا:** شکریہ جناب اسپیکر! جس طرح ہم نے شاید ہاؤس میں جو کمیٹیاں ہیں اُس کی بھی پوزیشن پاکستان میں جس طرح مختلف مسائل پر کمیٹیاں بنتی ہیں شاید ہم ہاؤس کی کمیٹیوں کو اس طرف لیا جا رہا ہے تاکہ کسی کمیٹی کا کوئی رزلٹ بھی نہیں آئے اور یہ معاملات اسی طرح ہوتے رہیں۔ اس سے پہلی فارماں سمش کے حوالے سے بات

ہوئی تھی اب وہ ساری بات جا کر کے اتنی لمبی بات ہے نہیں فائل سیکرٹری کے پاس پڑی ہوئی ہے اُسکور یلیز کرنے تھے پسیے اور ہم روزانہ یہاں بھی روتے ہیں اور وہ بھی سڑکوں پر روتے ہیں۔ تو آج کی کمیٹی کی افادیت یہ تھی کہ وہ بہت بڑا سانحہ ہے اور پورے پاکستان کے مستقبل کا اس سے تعلق ہے۔ ویسے بھی دودن ہم نے گنودیے جس دن کمیٹی قائم ہوئی تھی۔ آج کے لئے ہمیں گیارہ بجے کا ٹائم دیا گیا تھا ہم اسی میں آئے ہیں چار ہمارے بھائی ٹریشری: یہ چہر کے تھے اور چار اپوزیشن سے تھے آٹھ بندے میں سے دس موجود تھے۔ اور یہ کمیٹی کوئی سینٹ کا چیز میں نہیں ہے کوئی اسپیکر نہیں ہے کوئی وزیر اعظم کا ایکشن نہیں تھا کوئی بھی بن جاتا consensus سے تو اس میں کوئی بات نہیں تھی۔ لیکن شاید اس میں vested interests شامل ہے جو در پردہ ہے۔ جو اس کمیٹی کو شاید کام کرنے نہیں دینا چاہتے ہیں۔ یا شاید کچھ ایسا در پردہ لوگوں کے نقاب خطرات اُٹھنے کے موجود ہیں جس کی وجہ سے اس چیز میں کے انتخاب کو اتنا طول دیا گیا ہے۔ ورنہ ہم چار افراد موجود تھے ہم سب کی انٹریسٹ تھی پورے بلوچستان کی بات تھی آئے دن اخبارات بھرے ہوئے ہوتے ہیں ہماری بچیاں اذیت سے دوچار ہیں تو کمیٹی آج بن سکتی تھی لیکن گورنمنٹ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کسی طرف بھی ہم نے منانے کی کوشش کی تھی کہ consenses develop کریں کوئی بھی اس کا چیز میں بنے اور ہم نے اس کو آگے لے جانا ہے۔ لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ در پردہ کچھ شاید اشارے اس چیز پر آرہے ہیں کہ اس کمیٹی کی بھی حالت وہی کی جائے جیسے کہ پاکستان میں محمود الرحمن کمیشن سے لے کے اب تک کی کمیٹیوں کی جو پوزیشن بنتی جا رہی ہے اُسکی بھی یہ پوزیشن بنائی جائے۔ تو میری تو گزارش یہی ہوگی کہ ہم اس کو politicise نہیں کریں اور آپ مہربانی کر کے روانگ دیں کل میئنگ بلا میں اور چیز میں کا انتخاب ہو اور ہم panchayat کے ورنہ اس سے پہلے بھی گورنمنٹ ٹریشری: یہ چہر کی طرف سے کہ انہوں نے پہلے ہی ایک کمیٹی بنائی ہوئی ہے جو کہ ایک مہینے سے پہلے بنی ہوئی ہے تو گورنمنٹ نے کام کرنا ہوتا تو وہ کمیٹی ایک مہینے سے بنی ہوئی تھی تو وہ رپورٹ سامنے آجائی چاہئے اور آج بھی اس کمیٹی کو بننے میں اگر لیت و لعل سے کام لیا جا رہا ہے تو ہمیں ضرور نیتوں پر شک کرنا چاہئے کہ ہم شاید ان بچیوں کو یا ہماری جو یونیورسٹی ہے اس کو اس طرح تحفظ چند لوگوں کی وجہ سے تحفظ دینے سے کتراتے ہیں۔ کہ شاید کچھ لوگوں کو پردہ، جو کہ پردہ نہیں ہیں ان کے چہرے سامنے نہیں آئیں تو میری یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بدشتمی کی بات ہے اس کو politicise نہیں کرنا چاہئے۔ آپ مہربانی کریں اس میئنگ کو کال کریں اپنی موجودگی میں کل کال کریں اور چیز میں کا انتخاب کر کے کمیٹی کو کام کرنے دیا جائے۔ بہت شکر یہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔ جی کھوسہ صاحب۔

**میر سعید احمد کھوسہ (وزیر مال):** شکریہ۔ ہمارے اتنے سینئر دوست ہیں اور اس طرح کی بات کر رہے ہیں، یہ نہ میرے خیال میں نہ اقتدار والوں کی بات ہے نہ اپوزیشن والوں کی بات ہے۔ یہ اتنا بڑا انسان ہے کہ اس وقت ہم سب ثرمندگی محسوس کر رہے ہیں۔ بحیثیت بلوچستانی۔ یہ کوئی اتنی بڑی بات بھی نہیں ہے، ہم سب اسپیکر صاحب نے جو کمیٹی بنائی آج اُس کی میئنگ ہوئی، اُس میں ہم نے صرف چیئرمین منتخب کرنا تھا۔ اُس کے بعد کارروائی آگے بڑھتی۔ دو دوست ہمارے یہاں نہیں تھے، ان سے رابطہ کیا تو انہوں نے یہی کہا ”کہ اس کو postponed کیا جائے ہماری کچھ مجبوری کے تحت آج ہم یہاں نہیں آسکے تو ایک آدھ دن کے بعد دوبارہ میئنگ“ بلا کر اُس کو حل کر لیں گے۔ اور کمیٹی اپنا کام شروع کر دے گی، اس میں تو کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے، ہم بی معدتر کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہم نے ساری زندگی یہاں سیاست کرنی ہے، یہ چلتی رہے گی لیکن اس واقعہ پر کم از کم سیاست نہیں کرنی چاہیے۔ میں یہ گزارش کروں گا نہ ہماری کوئی نیت ہے نہ ہم کوئی اس طرح اس کو منسخ کرنے جا رہے ہیں۔ ہماری یہی خواہش ہے کہ یہ بہت بڑا واقعہ ہے اور جو لوگ بھی ملوث ہیں ان کو ضرور سلامنی چاہیے اور انشاء اللہ ضرور ملے گی۔ شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** ویسے تو آج میں یہ سوچ رہا تھا کہ آپ لوگوں نے اس پر کافی کام بھی کیا ہوگا اور ایک اچھی روپورٹ آپ لوگ پیش کریں گے، لیکن افسوس کی بات ہے کہ آپ لوگوں نے آج کا ایک پورا دن ضائع کر دیا اس اہم مسئلے پر جو کہ نہ اپوزیشن کا مسئلہ ہے نہ گورنمنٹ کا ہے، یہ پورے بلوچستان کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ زمرک صاحب اس پر جی آپ بات کر لیں۔

**وزیر زراعت و کوآپریٹوں:** اسپیکر صاحب! میں پہلے سیشن میں اس میں تھا بھی نہیں، حقیقت میں یہ ایک شرم کی بات ہے، جس طرح یہ واقعہ ہوا ہے، میرے خیال میں پاکستان کی تاریخ میں اس طرح کا واقعہ کم از کم ہماری قبائلی روایات ہیں قبائلی معاشرے میں ہم رہتے ہوئے اس طرح کے واقعات اگر ہو جائیں تو بہت شرم کی بات ہے ہمارے لیے ہماری خواتین کے لیے۔ کیونکہ میری بھی بچیاں ہیں میں بھی پھر نہیں بھیج سکتا، کیونکہ میرا بھی وہ اعتماد نہیں رہے گا اس اداروں پر۔ اور جو کمیٹی بنی بالکل وہ اپنا شروع کرے گی۔ لیکن میں آپ کو تھوڑی سی ایک تفصیل بتا دوں، اس میں ہمارا جو FIA ایک ادارہ ہے اُس نے ایکشن لیا ہوا ہے وہ مکمل تحقیقات کر رہے ہیں۔ میں نے خود گورنر سے بات کی ہے، وزیر اعلیٰ سے بات کی ہے، مختلف اداروں سے بات کی ہے یہ صرف ان کا مسئلہ نہیں ہے نہ میرا ہے یہ پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ میں یہ تجویز دیتا ہوں کمیٹی اپنا کام کرے کم از کم وہ اداروں کے ساتھ in-touch ہو یا کوئی بھی کیونکہ صحیح investigation، ہی کر سکتے ہیں، ہم نے پھر ان کی

رپورٹ کو دیکھنا ہے کہ ابھی ہم نے کیا کرنا ہے۔ میں کیا investigation کر سکتا ہوں As an MPA or as a Minister میں تو investigation انجمنی اداروں سے کرواؤ گا جن کا کام یہی ہے۔ میں نے جب بات کی تو مجھے وہاں سے ایک inquiry message ملا کہ یہ 25 تاریخ کو مکمل رپورٹ آپ کو دی جائے گی۔ اور جو بھی اس میں involve ہے وہ اس ادارے کا بڑا ہو، چھوٹا ہو کسی کو بھی نہیں بخواجائے گا۔ اور یہ میں نہیں کہتا ہوں میں نے جب باہر سے یہ واقعہ نہ تو کیا کہتے ہوں گے لوگ، کیا سوچتے ہیں ہم لوگ؟ کیا ہو رہا ہے یہاں؟ ہمارے اپنے لوگ کر رہے ہیں، شرم کی بات یہ ہے کوئی باہر سے نہیں آیا ہے کوئی سندھ سے پنجاب سے KP سے۔ ہمارے اپنے پشتوں اور بلوچ یہ دھندے کر رہے ہیں اور ان کو شرم آنی چاہیے ان کی بھی بہنیں ہیں بیٹیاں ہیں تو میں نے ان سے بات کی کم از کم اس setup کو تو نہیں رہنا چاہیے چاہے ثابت ہو یا نہ۔ کوئی گواہی کے اس طرح اپنی بچی کو نہیں بھیج گا کہ وہ سر عام آ کر کو رپورٹ میں یادے دیں۔ تو میرا مقصد یہی ہے کہ کمیٹی اپنا کام کرے اپنی میڈیا میں گزر کریں، اُس میں اگر وہ کوئی کام کر سکتی ہے تو ٹھیک ہے تو نہیں تو FIA، DG کو ان کو اُس وقت بولا لیں ایک side inquiry report مگوا لیں اور ان سے کہہ دیں کہ آپ نے ابھی تک کیا کام کیا ہے۔ جس نے بھی کیا ہے اُس کو چھوڑیں گے لیکن طریقے سے جانا چاہیے۔ میری یہ اپنی تجویز ہے کہ طریقے سے جانا چاہیے۔ اپنے ان اداروں سے رابطہ کریں اور ان سے رپورٹ لے کر پھر اُسکے آگے کارروائی کیا کرنی ہے پھر وہ کمیٹی بہتر جانتی ہے۔ شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔

**وزیر زراعت و کوآپریٹوں:** اور میرے اپنے تحفظات ہیں اس دن میں کھڑا ہوا تھا جناب اسپیکر صاحب! ہم لوگ یہاں بہت سینئر لوگ ہیں ہم اپنی اسمبلی میں بیٹھتے ہیں سب کی ایک عزت ہے، لیکن جو ہمارے یہاں میڈیا والے ہیں، میں آپ کو ایک نام دیتا ہوں، جنگ اخبار، مشرق اخبار، ایک پرسنل اخبار۔ جنگ اخبار کا ہیڈنگ ہے، میں سب لوگوں کی نہیں مخصوص لوگوں کی بات کر رہا ہوں اس کا جو ہیڈنگ ہے وہاں میں نے اپنے دل لوگوں کو بھیجا ہے وہ ان سے نہیں ملتا ہے، اور میں نے کوئی پچاس تو کیا سو سے بھی زیادہ ٹیلیفون کیے ہیں وہ اس کو نہیں اٹھاتے ہے۔ ان کو کیا تکلیف ہے یہ تو مجھے پتہ نہیں ہے۔ ہمارے بیانات جاتے جاتے ہیں اُس کو یہ شائع ہی نہیں کرتے ہیں یہ جنگ، مشرق والے۔ اور یہاں تک کہ صحیح جب میں دیکھتا ہوں میرا بیان نہیں ہوتا ہے اور وہ اپنی مرضی سے شائع کرتے ہیں۔ اور پھر ان کو کوئی میراث ہی نہیں ہے کہ کس کا بیان کہاں آنا چاہیے۔ پتہ نہیں یہ لوگ کون سے دھندے کر رہے ہیں، میں صرف on the Floor کہنا چاہتا ہوں کہ میں تین چار مہینے سے لگا ہوا ہوں، میں نے ان کو

message بھیجا ہے کہ میری ٹیلیفون attend کرو، وہ نہیں کرتے۔ میں لوگ بھیجا ہوں وہ ملتے نہیں ہیں تو آج کل تو میں یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ میرا جو شل میدیا ہے میں اپنے سب کچھ اس پر بھی چلا سکتا ہوں سب کچھ پہنچا سکتا ہوں۔ لیکن آپ کی اخبار کی پھر نہیں ضرورت نہیں ہوگی اس بلوجستان میں۔ اگر آپ میرٹ اپنے اخباروں کو نہیں چلاتے ہو۔ میں یہ تجویز اس لئے آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں کہ کل کو خدا نخواستہ یہ میدیا والے پھر یہ کہتے ہوں گے کہ جی ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے ہم واک آؤٹ کر رہے ہیں ہم فلاں کر رہے ہیں کتنی دفعہ واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ لیکن یہ ہماری آواز کون سنے گا؟ جو آپ کے اخباروں کے بڑے بیٹھے ہوئے ہیں ان سے دھندے کروارے ہیں، کیا کیا کر رہے ہیں اور میرٹ پر نہیں چلاتے ہیں۔ تو میں کیا محسوس کروں گا۔ میں اس رویے کے خلاف آپ کے تو سط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میرٹ ہونا چاہیے یہاں پارٹیوں کی میرٹ ہونے چاہیے۔ یہاں لیڈروں کی میرٹ ہونی چاہیے۔ یہاں اخباروں کا ایک standard ہونا چاہیے اس لحاظ سے یہ بیانات جو ہے وہ جاری کریں۔ اور میرا اپنا جو تجویز ہے ہماری جو تخفیفات ہیں میں نے اس کا ذکر کیا یہ ظلم کر رہے ہیں ناجائز کر رہے ہیں اس پر وہ عملدرآمد کریں۔ میں اس رویے کے خلاف اس میدیا کے جو مخصوص لوگ ہیں ان کے خلاف میں احتجاجاً اور علامتی دس پندرہ منٹ کیلئے میں واک آؤٹ کرتا ہوں جب وہ کر سکتے ہیں تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ تو یہ ہمارے کچھ تخفیفات تھے۔

(اس مرحلے پر زمرک خان اجلاس سے احتجاجاً واک آؤٹ کر گئے)

**جناب مٹھاخان کا کڑ (وزیر محمد امور حیوانات):** زمرک صاحب نے جواب کی ہے یہ صحیح کہہ رہے ہیں یہ جو جزی ہمارا جو بیان آتے ہیں وہ صحیح نہیں لگاتے ہیں کیونکہ جو بندے کا جو status ہو تو وہ ہونا چاہیے اس بندے کا اسی طرح لگانا ہے میں بھی اسی سے اتفاق رکھتا ہوں کہ اگر آئندہ کیلئے ایسا ہوتا ہے تو ساری عوام کو یہ درخواست پیش کرتا ہوں کہ جنگ اخبار کو کوئی نہیں خریدے۔ تاکہ کوئہ ہو جائے آئندہ کیلئے وہ میرٹ پر کام کریں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** مٹھاخان آپ واک آؤٹ تو نہیں کر رہے ہیں؟ جی۔

**جناب قادر علی نائل:** جناب اسپیکر! دو منٹ لوں گا صرف۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی۔

**جناب قادر علی نائل:** جناب اسپیکر! صحافی برادری سے متعلق اور اخبار سے متعلق جس اخبار کا ذکر کیا گیا میں وہاں تقریباً پندرہ سال میں نے ملازمت کی ہے۔ ایسی بات نہیں ہے کہ کسی کا بیان لگتا نہیں ہے ہر اخبار کی اپنی پالیسی ہوتی ہے ان کی پوری ٹیکنیک ہوتی ہے کوئی نہیں جو ہے یہاں سے کم از کم dictate نہیں کرنا چاہیے، صحافی برادری کو ان کی اپنی تنظیم ہوتی ہے ان کا ادارہ جو ہے وہ سمجھتا ہے کہ کوئی سایان کس طرح کی اہمیت کا حامل ہے تو جنگ اخبار ہو

یا مشرق اخبار ہو یا ایک پسیلیں ہو، جو اخبار nationally ہے اس کی اپنی پالیسی ہوتی ہے جو local ہیں اُن کی اپنی پالیسی ہوتی ہے تو میرے خیال ہے کہ اس کو آپ DPR سے discuss کر لیں جو حکومتی ادارہ ہے تاکہ وہ جا کر اخبار سے مذاکرات کر لیں یا ان کے نمائندوں سے، بجائے اس کی کسی طرح خداخواستہ ہماری جو صحافی برادری ہے یا صحافت سے وابستہ جو اخباری مالکان ہیں یا یہ ہیں ان کی کسی طرح تفصیل نہ ہو۔ شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔ میرے خیال سے ابھی کارروائی کی طرف آتے ہیں۔ جی منظر نہ بلوچ صاحب۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب! زمرک صاحب تو واک آوث کر کے چلے گئے ان کے اپنے دوست جو حکومتی اراکین انہوں نے اپنی پالیسی کے بیان خود ہی خلاف بتا دیا ہے کہ وہ درست نہیں ہیں اُن کی باتیں۔ ایک بات انہوں نے یہاں کمیٹی کو کچھ مشورے بلکہ انہوں نے کوشش کی کہ کمیٹی کے اوپر جو ابھی کمیٹی ہوئی ہے بن گئی ہے لیکن کمیٹی کا چیئرمین کا ایکشن رہتا ہے جس پر تحفظات کا اظہار آغا صاحب سب نے کیا شکلیہ صاحب نے کیا ہمارے دیگر دوستوں نے کیا اس میں کوئی شک نہیں ہے ہمارے بچوں اور بچیوں اور بلوچستان میں تمام والدین کی ہم سے بڑی توقعات ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں جس دن کمیٹی بنی تھی اسی دن ہی ہم اپنے کام شروع کرتے کیونکہ آج کی رپورٹ یہ ہے کہ کافی بچیاں اپنا جو بیگ وغیرہ پیک کر کے کتابیں اٹھا کے اپنے گھروں کو واپس چلی گئی ہیں اور نہ صرف وہ گئی ہیں بلکہ ان کے والدین میں اتنی تشویش ہے ان کو پتہ نہیں کہ معاملہ ہے کیا اس لئے انہوں نے اپنے بچوں کو کہہ دیا کہ جی آپ واپس گھر آئیں پڑھیں بعد میں دیکھا جائیگا۔ جس معاشرے میں جس سوسائٹی میں اس level کی بداعتمادی پائی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ there is something wrong یہاں کچھ بہت گڑبر ہے اور کچھ خرابیاں ہیں۔ لہذا یہ کمیٹی بنی تھی اس کمیٹی کے محک ہم تھے اور جس طرح میرے دوست نے کہا، وہ چلے گئے زمرک صاحب کہ جی ہم یہ کرے ہم کس کو بلا ہمیں کسی کی ڈائریکشن کی ضرورت نہیں ہمیں لاے ہمیں قانون ہمیں act harassment ہے harassment سے related ہمارے پاس سارے Documents اور ہمیں پتہ ہے کہ ہم کس طرح start کریں نہ صرف اس کا تدارک کریں یہ جو کیس بلوچستان یونیورسٹی میں ہوا ہے جس میں اضافہ ہے اکیڈمیاں ہیں ہو سکتا ہے سٹوڈنٹس بھی involve ہو کوئی اور factors بھی اس میں external ہو۔ ان سب کو کس طرح سے deal کیا جائے اور اس کے علاوہ ہمارے پاس یہ طریقہ کاربھی ہے کہ ہم کوشش کریں گے کہ بلوچستان میں اس طرح کے واقعات رونما ہی نہ ہوں نہ صرف بلوچستان یونیورسٹی بلکہ بولان میڈیا کل یونیورسٹی ہمارے BUITEMS ہے، ہمارے ہاں خضدار انجینئرنگ یونیورسٹی ہے ہمارے ہاں تربت، تو ہمارے پاس ہماری بچیاں صرف ایک یونیورسٹی میں نہیں جاتیں۔ لیکن

لگ یہ رہا ہے ہم پھر بھی وقت دیتے ہیں جبکہ 23 تاریخ کے میئنگ جلدی بلا لیں اگر انہوں نے وہاں ہم دیکھیں گے ان کے رویے سے متعلق کہ اگر وہ چاہتے ہیں کہ یہ ایک white wash کمیٹی بنے یعنی یہ چونا لگانے والی کمیٹی بنے کالا کو چھپانے کیلئے صرف چونہ لگا کے سارے معاملات کو سفید کرنے والی ہم ایسی کمیٹی کا بعد میں حصہ نہیں بنیں گے۔ the committee should have clear terms of reference

بہت ہی clear ایجمنڈ اہوگا جو ہماری عزت غیرت، روایات سے مطابقت رکھتا ہو اور اس کے بہت clear جو ہے آئیں گے نہیں یہ بھی پتہ ہے کہ ہم کسی کے اوپر فیصلہ impose نہیں کر سکتے ہیں، ہم recommendations کے سکتے ہیں وہ recommendations ہم اسمبلی لے آئیں گے لیکن وہ ایسی legislation جو ہوں گی law، روایات ہمارے کلچر سے مطابقت رکھتا ہو، ہم ان تمام چیزوں سے اچھی طرح واقف ہیں کاش یہ آج کمیٹی کا چیئرمین مقرر ہوتا ہے consensus سے ہم اس کے محکم تھے کاش ہمارے دوست جو ہے وہ اپوزیشن کو اس کو کرنے دیتے نہیں دیا ہے دیکھتے ہیں ہم کل پرسوں تک پھر ان کا رویہ دیکھتے ہیں سنجیدگی کا مظاہرہ کیا ہم ان کے ساتھ آگے چلنے کیلئے تیار ہیں otherwise ہم باہر بیٹھ کے بھی اپنے بچوں کی باتیں سن سکتے ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ ہم کمیٹی کا حصہ ہوں، لیکن اگر حکومت سنجیدہ ہے اس کمیٹی کو کامیاب بنانے کیلئے جس پر عوام کو توقعات ہیں اُسی میں سنجیدگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ جناب شناع بلوج صاحب! جیسے کہ اس حوالے سے گزشتہ روز بھی ہمارے معزز اکیان نے detail میں بات کی ہے یقیناً افسونا ک واقعہ ہے تو کمیٹی کو چیئرمین بھی منتخب کرنا چاہیے تھا۔ اُس پر کام بھی شروع کرنا چاہیے تھا چونکہ انہوں نے نہیں کیا تو یہ امید رکھتے ہیں یہ میں اپنی طرف سے Chair کی طرف سے پابند کرتا ہوں کہ جو بھی کمیٹی ممبران ہیں برائے مہربانی اس اہم مسئلے کو جو ہے جلد از جلد اس پر کام کیا جائے اور جو عوام کو آپ لوگوں نے ایک جواب دینا ہے یہاں ایوان میں جو آپ لوگوں نے اس سے ایک رپورٹ ہے وہ جلد از جلد آپ لوگوں کو پیش کرنی چاہیے نیا date تو میرے خیال سے آپ لوگوں نے وہاں میئنگ میں final کر دیا ہے تیرے روز کیلئے میرے خیال سے آپ لوگوں نے اس میں کوئی date final کیا ہے تین دن کے بعد آپ لوگوں نے اس کو دیا ہے۔ کب کا دیا ہے؟ 23 تاریخ کو date رکھا ہے۔ میرا سد صاحب! اسی سے متعلق آپ بات کر رہے ہیں۔ جی۔

**جناب اسد اللہ بلوج (وزیر مکملہ سماجی بہبود):** جناب اسپیکر صاحب! واقعہ ایسا ہے کہ میرا دوست کمپنی طارق جو شہید ہوا تھا، ہم وہاں گئے تھے اس لئے میں میئنگ میں نہیں آسکا۔ میئنگ آج تو چیئرمین کی اتنی بڑی بات نہیں ہے،

چیزِ میں شپ کوئی دولت نہیں ہے کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ اصل مقاصد جو ہمارا ہے وہ یونیورسٹی کے جو ہمارے مشترکہ کچھ ایسے چیزوں ہوتی ہیں جناب اپیکر صاحب! بلوچستان کی غیرت قدرے مشترکہ ہے سب کی ہے، ہرگھر کی ہے، ہر قبیلے کی ہے، ہر طبقے کا ہے، جس طریقے سے یہ عمل پورے پاکستان میں، پاکستان سے باہر جو ٹیلیفون آری ہیں ہمارے لئے کوئی اچھانیک شگون نہیں ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں سب سے پہلے کمیٹی آج ہی ہم ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں یہ واں چانسلر کیوں بیٹھا ہوا ہے۔ اس کا تو ترانسفر ہونا چاہیے۔ یہ کیا دیکھ رہے ہیں ہم؟ ہم پورے بلوچستان کی اسمبلی کیا فلور پر بیٹھے ہوئے ہیں ہم تقریر کر کرے، کر کے ایک واں چانسلر یہاں سے ٹرانسفر ہم نہیں کر سکتے ہیں؟ اگر حالت یہی رہی ہم کچھ فعلے نہیں کر سکے، غیر تمند بلوچ ہیں اس طریقے سے اول ریاست کی ذمہ داری ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ چیزوں کو روکیں کوئی کسی کو یہ اجازت نہیں دیگا کہ اپنے بچوں کو وہاں سے اپنی غربتی مزدوری کر کے کالجوں میں پڑھانے کیلئے اس نیت سے کمل وہ بڑا پروفیسر بنے گا اور یہاں آکے ان کی عزت کیسا تھا جس طریقے سے یہ پشتوں کا مسئلہ نہیں ہے بلوچ کا مسئلہ نہیں ہے ہزارہ کا مسئلہ نہیں ہے، پورے بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ اس میں ساری قومیں رہتی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آج ہی سارے اکٹھے ہو کے کھڑے ہو کے یہ مطالبے پر بیک زبان ہو کے، ایک آواز ہو کے کم از کم اس واں چانسلر کو تو نکالیں اس گندھ کو تو یہاں سے نکالیں پوری یونیورسٹی کو اس نے گندھ کیا ہوا ہے اس کی آنکھوں کے نیچے جو چیز ہو رہی ہے انہوں نے نہیں دیکھا ہے کہتا ہے میں تحقیقات کر رہا ہوں آپ نے ایک سال میں کیا تحقیقات کی۔ دیکھیں ناں! بہت سی جگہوں پر یہی ہوا تھا کہ جناب! یہاں تو ادارے آئیں گے یہاں پڑھائی ہو گی اچھے اخلاق اور اچھی انسانیت ہو گی، یہاں ساری چیز کنٹرول میں ہو گی۔ کوئی غلط بندہ نہیں آیگا۔ یہاں کوئی چرسی نہیں آیگا کوئی یہاں منشیات فروش نہیں آیگا۔ ٹھیک ہے ہم نے سب چیز تسلیم کی سارے ادارے وہاں آئے۔ اس کا نتیجہ آج کیا نکلا، کیا درس دے رہے ہیں؟ یہ تہذیب ہے یہ انسانیت ہیں؟ میں یہی سمجھتا ہوں میں اپنی پارٹی کی جانب سے کم از کم اس کو تو ایک ہی گھنٹہ اس VC کو یہاں رہنا نہیں چاہیے۔ تاکہ کمیٹی بعد میں بنے گی اپنی recommendation دے گی۔ کوئی ساتھی یہاں بتا رہا تھا کہ جناب یہ کمیٹی کیا کر سکتی ہے ہم کیا تحقیقات کر سکتے ہیں۔ بلوچستان کی اسمبلی میں بیٹھے ہوئے یہ بلوچستان کی عوام کے نمائندے ہیں یہ فیصلہ کر سکتے ہیں ان میں یہ صلاحیت ہے بشرطیہ ہم کم از کم اپنی unity پیدا کریں۔ ایک چیزِ میں شپ کیلئے اگر ہم لڑتے رہیں، میں چیزِ میں بنوں گا، وہاں تو لوگوں کی بے عزتی ہو رہی ہے با تھروم میں کیمرے فٹ ہو رہا ہے، عزت کیسا تھا کھلیا جا رہا ہے، ہم اپنی چیزِ میں پر پڑے ہوئے ہیں جو بن سکتا ہے چیزِ میں بنے ہمیں وہ ٹارگٹ چاہیے اس چیزِ میں کیلئے ہم ترس نہیں رہے ہیں ہمیں ٹارگٹ چاہیے کہ آئندہ کیلئے کوئی بلوچستان کے شمال اور جنوب میں جہاں کہیں سے کوئی آئے کم از کم اس کے

والد مطمئن رہے کہ میں اس درسگاہ میں اپنی پنجی کو تھیج رہا ہوں اس کی حفاظت ہوگی استاد کا کام یہا استاد Day ہوتا ہے دنیا میں کہ آج استادوں کا Day ہے استادوں سے سیکھنا ہے۔ یہ کیا message دے رہے ہیں بلوچستان یونیورسٹی میں پہلے کہیں ہم نے یہ نہیں سنایا ہے یہ تعلیم دشمنی ہے انسانیت دشمنی ہے بلوچستان دشمنی ہے اس VC کو یہاں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میرے خیال میں سارے اکھٹے ہو کے اس فلور پر پانچ منٹ کیلئے کھڑے ہو جائیں، احتجاجاً کھڑے ہو جائیں سارے اکھٹے ہو جائیں تاکہ اس VC کو یہاں سے نکلا جائے۔ سارے کھڑے ہو جائیں اتفاق ہے۔ پہلا step ہمارا یہی ہے کہ یہ VC یہاں سے نکال دیا جائے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** دیکھیں! اس پر آپ لوگ اگر ایک motion لاد دیں تو میرے خیال سے ہمارے لئے وہ بہتر رہیگا۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر صاحب! ہم نے کوشش کی کہ آج اجلاس کی کارروائی چلا گئیں لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ حکومتی نمائندوں نے ایسا کرنے نہیں دیا۔ چونکہ میر اسد بلوج صاحب نہیں تھے اگر وہ ہوتے تو شاید پتہ نہیں آج اس کارویہ بن رہا ہے، وہ ابھی ہوتا یا نہ ہوتا چونکہ ان کے باقی ممبران کا رو یا اس طرح نہیں تھا جس طرح اسد بلوج صاحب نے اپسیچ کی۔ دیکھیں جناب اسپیکر! ہم نے اس بارے میں بڑے ہمارا سخت موقف ہیں واس چانسلر کو ہٹانا چاہیے جو دونوں پرو و اس چانسلر کو عہدے سے ہٹانا چاہیے۔ اس بات پر ہم متفق ہیں۔ ابھی اجلاس بلا لیں ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، تین چار ممبران تو ہم ہیں، ابھی اسی اجلاس کے بعد بلا لیں ہم رات کو بیٹھیں گے دن کو بیٹھیں گے۔ اس مسئلے کو ہم نے سیر لیں لیا ہوا ہے۔ خدا را اس میں جو ہے جو حکومتی ممبران ہیں وہ انہوں نے اس طرح نہیں کیا ہم اس لئے نہیں بول رہے تھے ہمارے دوست بڑے احتیاط سے کام لے رہے تھے چونکہ اسد بلوج صاحب نے ایک اور لائن لے لیا اور اگر وہ اپنے ممبران سے مشورہ کرتے ہیں شاید وہ کچھ مشورہ دیتے ہیں، وہ یہاں direct وہاں جنازے سے آگئے تھے اس لئے وہ بول پڑے۔ تو ہم اس بات پر متفق ہیں کہ واس چانسلر کو جانا چاہیے۔ دونوں Pro واس چانسلر زکو جانا چاہیے باقی جتنے بھی ممبران ہیں ان کو عہدوں سے ہٹا کیں تاکہ ایک صاف شفاف انکوائری وہاں ہو۔۔۔ (مداخلت -شور)

**وزیر ملکہ سماجی بہبود:** یہ بھی بلوچستان کے باسی ہیں، بلوچستان کے فرزند ہیں، ان کی نیت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ یہاں treasury کا مسئلہ ہے، اپوزیشن کا مسئلہ ہے۔ زیرے صاحب کبھی کبھی جذبات میں آکے جو الفاظوں کا جو چنانہ ہوتا ہے اس کو صحیح ترتیب نہیں دیتے۔ پتہ نہیں کہیں اس کے بھئی یہ جو circle and cell اس کے ہوئے ہیں اس میں تھوڑا کمزوری ہوئی ہے کہاں کی بات ہوئی ہے کہ میں ابھی جنازے سے آیا ہوں مجھے کوئی پتہ

ہی نہیں ہے کم از کم اس طریقے سے آپ کسی، دیکھیں ناں! بات سنیں۔۔۔ (داخلت-شور)

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** آپ ایسے بیٹھ کر بات نہیں کر سکتے دیکھیں۔

**وزیر یونیورسٹی سماجی بہبود:** سوال یہاں یہ ہے کسی چیز کو متصاد نہیں کریں۔ ایک اہم مسئلہ ہے یہ بلوچستان کا مسئلہ ہے بلوچستان یونیورسٹی کا مسئلہ جو لوگ غلط ہیں، ہم سب ان کو غلط کہیں گے۔ جو لوگ صحیح ہیں ہم سب ان کو صحیح کہیں گے۔ ہماری اخلاقی اور قومی ذمہ داری بنتی ہے کہ بحث پر ہم ناپڑیں کہ ہم ڈویژن کریں پورے اسمبلی میں چار بندے یہاں سے بولیں پانچ بندے وہاں سے بولیں۔ جو اصل ہمارا پوزیشن ہے، جو اصل ہمارا مسئلہ ہے، جو اصل نقطہ ہے اُس میں سے ہم ہٹ جائیں اس سے کیا حاصل ہو گا؟ ابھی جناب اسپیکر صاحب! اگر مینگ نہیں ہوئی ہے میٹنگ کے سارے ساتھی ادھر ممبر بیٹھے ہوئے ہیں ہم متفقہ طور پر یہ کہتے ہیں۔ ہم recommendation کرتے ہیں، آپ کو تحریری دیتی ہیں، یہ کمیٹی آج کم از کم first step یہی ہونا چاہیے کہ کم از کم VC کو ہٹانا چاہیے یہ یہاں سے کم از کم آج ہی اس کا نٹ یہ غمکش ہو ہم گورنمنٹ اگر ہیں ہم حکومت ہیں ہم اسمبلی کے ممبر ہیں کم از کم ایک غلط انسان جو وہاں بیٹھا ہوا ہے انسانیت کا نام اُس پر fit نہیں ہے ایک غلط آدمی جو وہاں بیٹھا ہوا ہے کم از کم اس کو یہاں ہٹایا جائے۔ شکریہ۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ میر اسد بلوچ صاحب! میرے خیال سے اس پر کافی باقی ہو گئی ہیں۔ چونکہ کمیٹی کا اجلاس جو ہے وہ آپ معزز را کیں جو گیارہ بندوں کا میرے خیال سے ایک پیش بنا ہوا ہے اُنہی نے date fix کرنی ہے اور انہی نے بلا نہ ہو گا تو اس پر اگر یہ ہوتا تو میرے نظر میں بہتر رہتا کہ آپ اس میں زیادہ لیڈریز ممبرز کو اپنے ساتھ لے لیتے۔ تاکہ وہ بھی اس کو ایک اچھے طریقے سے لے لیتیں۔ ابھی آپ لوگ اجلاس کے بعد پیش کیکٹری صاحب کے ساتھ ایک نشست کر لیں اُس میں آپ طے کر لیں کہ کب آپ کو بلا نہ ہے کیونکہ یہ کمیٹی کے بارے میں جو ہے وہ میں نے آپ لوگوں کو date نہیں دینا، آپ لوگوں کو نٹ ہے Chair نہیں دینی کہ آپ نے کب بیٹھنا ہے کب نہیں بیٹھنا۔ یہ فیصلہ آپ ارکین نے خود آپس میں بیٹھ کر کرنا ہے کہ کب آپ نے اس پر بیٹھنا ہے اور کون سا قدم لینا ہے تو الہا اس پر آپ لوگ خود بیٹھ کر ایک فائل وہ بنالیں۔

**وقفہ سوالات۔** حاجی محمد نواز کا کڑ صاحب آپ اپنا سوال نمبر 139 دریافت فرمائیں۔ چونکہ وہ یہاں نہیں ہے تو ان کا سوال defer کیا جاتا ہے۔ جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 142 دریافت فرمائیں۔

#### ☆ 142 نصراللہ خان زیرے، رکن اسمبلی:

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ماں سال 2018-19 کے بجٹ میں ٹرامائیٹر کے لئے مختص کردہ بجٹ

میں سے اب تک جاری کردہ رقم مذکورہ ٹریا مینٹر کے جن جن منصوبوں پر خرچ کی جا رہی ہے تفصیل دی جائے۔  
میر نصیب اللہ خان مری (وزیر ملکہ صحت): تفصیل ختم ہے اسمبلی لا ببری ی میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیریے: جناب اسپیکر صاحب! میرا ضمنی question ہے یہاں question میں دو قسم کے جوابات آئے ہیں پہلے ایک جواب تھا اب دوسرا جواب آگیا ہے میر اسوال ہے کیا وزیر صحت آزر راہ کرم مطلع فرمائیں گے۔ مالی سال 19-2018 کے بجٹ میں ٹریا مینٹر کے لئے تخصیص کردہ بجٹ میں سے اب تک جاری کردہ رقم مذکورہ ٹریا مینٹر کے جن جن منصوبوں پر خرچ کی جا رہی ہے تفصیل دی جائے۔ جناب ملٹر صاحب! اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو یہ دو جوابات آئے ہیں آپ کے سامنے ہیں کونسا جواب درست تسلیم کیا جائے۔

وزیر ملکہ صحت: جواب جو ہے اسپیکر صاحب! جو ہم نے پہلے جمع کیا تھا وہ انہوں نے صحیح بنایا آج دوبارہ میں نے یہ جواب جمع کیا ہے یہ جواب ہے ابھی جو ہم نے۔ جی ہاں۔

جناب نصر اللہ خان زیریے: ابھی میرا supplementary یہ ہو گا کہ آپ نے جواب کے تیرے حصے میں فرمایا ہے کہ ٹریا مینٹر انتظامیہ کی طرف سے ایک سال کی لفٹ سرومن، سیکورٹی سرومن عمارتی دیکھ بھال ملکہ صحت کی طرف سے ملکہ خزانہ فناں سے تین کروڑ کی demand کی گئی تھی جس میں صرف پچیس لاکھ ملکہ خزانہ کی طرف سے دو قسطوں میں جاری ہوئے جو کہ ٹریا مینٹر کی لفٹ سرومن، سیکورٹی سرومن اور عمارتی دیکھ بھال چوپیں گھنٹے سرومن جو بینڈر کے لئے ناقابلی ہیں۔ تو کیوں آپ نے کہا کہ پیسے بہت کم ہیں تو فناں ملٹر صاحب بھی تشریف فرمائیں کیوں وہ زیادہ نہیں دیا جا رہا ہے آپ کو؟

وزیر صحت: جیسے زیرے صاحب نے کہا ہم نے demand کی ہوئی ہے اس نامم جو ہمیں ملے ہیں پیسے کم ملے ہیں، ہم نے ابھی demand بھیجی ہوئی ہے جو نبی پیسے ملیں گے تو ہم آگے اس کو کریں گے انشاء اللہ۔

جناب نصر اللہ خان زیریے: دوسرا میرا supplementary ہے جناب اسپیکر! چونکہ ٹریا مینٹر ایک الگ طور پر ایک الگ شعبہ ہے اور اس کا ایک الگ سربراہ ہونا چاہیے لیکن اس وقت جو سربراہ ہے وہ ٹریا مینٹر کا بھی سربراہ ہے وہ ایم ایس سول ہسپتال بھی ہے وہ ایم ایس چلڈرن ہسپتال بھی ہے یہ تین۔۔۔

وزیر صحت: سر! ایک منٹ نہیں ہے اس طرح نہیں ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیریے: ہے نا۔

وزیر صحت: ڈاکٹر داؤد ہم نے appoint کیا ہے ٹریا مینٹر کا جو director ہے ابھی ہفتہ دس دن پہلے کی بات ہے اور چلڈرن ہسپتال کا مسئلہ یہ ہے، اس کو ہم لے گئے ہیں چلڈرن ہسپتال کا ابھی تک کیس چل رہا ہے۔ وہ

اس کے ساتھ ہی ہے سول ہسپتال کے ساتھ ہی ہے۔ اُس کے لئے ہم نے نیا چلڈرن ہسپتال کیلئے ہم نے ایک MS order کئے ہے لیکن انہوں نے بعد میں کہا کہ فی الحال اس کا کیس اس کے وہ جو employees کو رٹ گئے ہوئے ہیں اس پر کورٹ کا کبھی decision آنا ہے تو اس کے بعد ہی ہم کر لیں گے۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! منظر صاحب نے چلڈرن ہسپتال کا نام لیا جناب اسپیکر! اس سے پہلے چلڈرن ہسپتال جرمن والے چلا رہے تھے اس کو ہمارے صوبائی حکومت کے حوالے کیا گیا اور پھر جناب اسپیکر! پچھلی اسمبلی چلڈرن ہسپتال کے قوانین کو بنانے کے لئے ہم نے بڑی منت کی۔ میں نے یہ Question raise کیا۔ اس وقت چلڈرن ہسپتال کو ایک autonomous ہسپتال بنانے کے لئے۔ قانون بالکل تیار ہے۔ لاء ڈیپارٹمنٹ میں پڑا ہوا ہے لیکن حکومت نے جا کر کے کوئی اور فیصلہ کیا چلڈرن ہسپتال کو سول ہسپتال کے ساتھ ملا لیا، حکومت میں لے لیا۔ اب وہاں ملازمین کا بڑا issue جا رہا ہے۔ ایک جناب اسپیکر، منظر ایک منٹ اگر بھی وہاں آپ نے ہسپتال تو لے لیا لیکن اس وقت وہاں کوئی کام نہیں ہو رہا ہے state of the art building آپ نے اگر دیکھا ہے چلڈرن ہسپتال اس طرح بلڈنگ ہمارے صوبے میں نہیں ہے۔ لیکن وہاں صحیح طور پر کام نہیں ہو رہا ہے ان کے ملازمین کا ابھی تک متعلق کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے کوئی 88 سے زائد ملازمین بیچارے وہاں اس میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہمارے نوکریوں کا تحفظ ہو گا نہیں ہو گا۔ میری استدعا یہ ہے جناب اسپیکر صاحب! حکومت سے کہ وہ جو قانون جس پر کام ہوا ہے جو وہاں ایک لانا تھا ہم نے ان کا پورا ہم ایک قانون بنانے کے دینا تھا اس پر آپ عمل کریں اس کا مستقل حل نکالیں جس طرح کلذنی سینٹر کا تھا وہ ایک قانون بناؤ اگ ادارہ بناؤ ایک اسی طرح ٹرام سینٹر کے حوالے سے بھی آپ ایک الگ قانون بنائے، اس کو سنجیدہ آپ لے لیں۔

**وزیر صحت:** سر! جیسے زیرے صاحب نے کہا یہی جو چلڈرن ہسپتال کا یہ ہے کہ ہم پچھلی کابینہ میں پہلے گئے تھے لیکن اس پر تھوڑا بہت وہ کام ہو رہا ہے کیونکہ اصل issue ملازمین کا ہے اس میں کافی ملازمین تھے اس کے جو پیسے پیش نہیں کیے گئے ہیں جس طرح کلذنی سینٹر کا تھا وہ تو نہیں ہو سکتے جو نیچے والے ہیں ہم ان کا انشاء اللہ وہ اس پر کوہم دوبارہ لے آئیں گے انشاء اللہ۔ اس پر کام ہو رہا ہے آج بھی ان کے ملازمین آئے ہیں مجھ سے ملے ہیں میں نے ان کو آج بھی کہا ہے کہ جو سالھ سال سے اوپر ہے وہ تو نہیں ہو سکتے جو نیچے والے ہیں ہم ان کا انشاء اللہ وہ اس پر کام ہو رہا ہے سر۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔ جی جناب نصراللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 143 دریافت فرمائیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** سوال نمبر۔ 143

### 143☆ نصراللہ خان زیرے، رکن اسمبلی:

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سول ہسپتال اور بی ایم سی ہسپتال میں مختلف کیڈروگریڈ کے خالی آسامیوں کی کل تعداد کس قدر ہے ہسپتال وار تفصیل دی جائے نیز حکومت ان آسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل دی جائے۔

**وزیر صحت:** آسامیوں کی تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لا سبریئی میں ملاحظہ فرمائیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! چونکہ سول ہسپتال اور بولان میڈیکل ہسپتال سے متعلق سوالات ہیں میں نے پوچھا ہے کہ اس کے مطلب مختلف گریڈ کیتنی آسامیاں خالی پڑی ہیں۔ منشڑ صاحب نے جواب دیا ہے ڈاکٹر سے لیکر کے آپ کا گریڈ وائزرو جو جسٹ اسٹینٹ پروفیسر۔ سینٹر اسٹینٹ پروفیسر۔ سینٹر جسٹرار سے لیکر کے نزد تک یہ کوئی 86 پہلا ہے اس وقت خالی پڑی ہیں۔ ظاہری بات ہے صوبے کا سب سے بڑا ہسپتال ہے سول ہسپتال پھر بولان میڈیکل ہسپتال۔ تو منشڑ صاحب از راہ کرم یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ کب تک یہ پہلا ہے Fill ہوں گی؟

**وزیر صحت:** سر! اس کی فائل CM صاحب کے پاس گئی ہوئی ہے جوں ہی وہاں سے ہمیں ملی گی تو ہم اس کو اخبار میں دیں گے انشاء اللہ اس پر appointment کریں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! جو مجموعی صورتحال ہے میں سول ہسپتال کا یا بولان میڈیکل کا صفائی کی وہاں وہ اچھی صورتحال نہیں ہے، overall situation خراب ہے۔ میں منشڑ صاحب سے گزارش کروں گا کہ آپ دونوں ہسپتاں کا پر آپ توجہ دیدیں آپ visit کریں کوئی اچانک visit آپ کریں کسی کو نا ملتائے رات کو آپ چلے جائیں ان کے corridors کو آپ دیکھیں ان کے wards کو آپ دیکھیں وہاں کوئی چیز نہیں ہے کوئی انجکشن نہیں مل رہی ہے تو اس بارے میں بتائیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** زیرے صاحب! یا آپ نے درست فرمایا زیادہ تر وزراء جو ہے اطلاع دے دیتے ہیں تاکہ وہاں صفائیاں بھی ہو جائیں ان کے چائے پارٹی کا بندوست بھی ہو جائے پھر وہ تملی سے بیٹھ کر ایسا اچانک آپ لوگوں کو کرنی چاہیے۔

**وزیر صحت:** اسپیکر صاحب! ہم رات کو بھی گئے ہیں اور ہم نے check بھی کیا ہے کافی ہسپتال میں مسئلے بہت ہیں نہیں ہے کہ میں کہتا ہوں کہ ہم 100% اس کو صحیح کیا ہے لیکن اس میں بہت سے مسئلے ہیں ابھی بھی اس نام بھی

اس کے کافی مسئلے ہیں جو اسٹاف کی کمی ہے جو دوسرے وہ issue چل رہے ہیں ایک تو یہ ہسپتال بہت پرانا ہو گیا ہے اس کے لئے repair کے لئے جو ہم نے دیکھا ہے با تحریر و غیرہ ابھی اس دفعہ پیسے رکھے ہیں ہم نے کہا اس پر دوبارہ ہم نے C&W کو لکھا ہے کہ آپ جا کے صحیح طریقے سے اس کو دیکھ لیں کہ اس کو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ تو اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس میں کچھ کمزوری چونکہ اسٹاف کی اصل میں کمزوری کی وجہ سے اسٹاف کم ہے اس وجہ سے سر! ہور ہا ہے ہم انشاء اللہ جب کریں گے پورا کریں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ میر نصیب اللہ۔

**ملک نصیر احمد شاہواني:** مسئلہ یہ ہے کہ یہ کافی پرانی ہسپتال ہے اور اس میں بالکل یہ تمام چیزوں کی کمی ہے۔ ایک بڑے فنڈ کی بھی ضرورت ہے۔ جب یہ نئے ہسپتال بننے ہوئے ہیں جس وقت میں ہمیشہ شیخ زید کی مثال دیتا ہوں ایک بہت بڑا ہسپتال ہے جس کے اندر تمام سہولتیں موجود ہیں اور وہ بھی اسی کوئی شہر کے اندر ہے اسی ضلع کے اندر ہے لیکن وہاں بہت ساری کمی ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں ادویات کا جو کوئہ جب یہ فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ تھا تو سالانہ ایک اندازے کے مطابق اس کو اٹھارہ کروڑ روپیے زیادہ ملتے تھے آج یہ ڈیڑھ اور دو کروڑ کے درمیان رہ گیا ہے یہ ہسپتال، اس ہسپتال کے اندر ایک اگر میرے خیال جب ہسپتال کا shift ہو جاتا ہے اس کے بعد آپ کو syringe بھی اس جگہ پر نہیں ملتی ہسپتال کے اندر ایک کوئی میڈیکل بھی نہیں ہے اگر وہاں کوئی، کوئی چیز خریدنا چاہیے اکثر رات کے وقت لوگ پھر بھی سول ہسپتال کا رخ کرتے ہیں تو میں اپنے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس ہسپتال کے بارے میں جب ہم بار بار چلاتے ہے چیختے ہیں آپ اس کو مزید کیا دینا چاہتے ہو اس کو کیا دینگے ایک سال تو گزر گیا ابھی تک میرے خیال میں اگر وہاں کوئی ایکسٹینٹ ہو جاتا ہے تو اس ایکسٹینٹ اسی ہسپتال کے اگر دروازے پر آجائے اس کو لا کے یہاں سول ہسپتال لایا جاتا ہے وہاں اس کو نہیں لے جاتے ہیں سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے۔۔۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ جی۔

**وزیر صحت:** سر! اسکے جو پیسے فنڈ کی وہ کر رہے ہیں تو ہمیں کوئی اس طرح کا ان کی طرف سے کوئی شکایت نہیں آیا ہے کہ ہمارے پاس دوائیاں کم ہیں ابھی ہم ان سے پوچھ لیں گے MS صاحب کا اسکی جو بھی کمی ہے ہم انشاء اللہ اس کو پورا کریں گے۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** شکریہ۔

**ملک نصیر احمد شاہواني:** منظر صاحب کہہ رہے ہیں ”کہ میں پوچھ لوں گا“، میں کتنی دفعہ ایک سال میں اس

کو دعوت دی ہے کہ آؤ ہم اکھٹے visit کرتے ہیں میرے خیال یہاں فلور پر سے اٹھ کر۔۔۔

**وزیر صحت:** سر! میں دو دفعہ visit کر چکا ہوں پیشک آپ ساتھ نہیں تھے۔

**ملک نصیر احمد شاہ وانی:** میرے خیال میں اس قسم کا بیان دیدیا کہ میں اس سے پوچھ لونگا اور اس پر پھر اپنے آپ کو بری الذمہ ٹھہرا نا میرے خیال میں جناب اسپیکر صاحب! یہ ایک بہت بڑا ہسپتال ہے آٹھ لاکھ آبادی کے اندر یہ ہسپتال ہے یہ تمام سہولتوں سے محروم ہے ایک سال میرے ساتھ یہ میں ان کو دعوت دیتا ہوں ان کو وزیر اعلیٰ وہاں یہ visit نہیں کر سکتے۔ پھر اسمبلی کے فلور پر اٹھ کر جو اس قسم کے دعوے کرنا میرے خیال یہ غیر تسلی بخش جواب ہے ان کا بہر حال یہ خاص کر اس ہسپتال کے بارے میں ہمیں تسلی دیا جائے یا تو پھر یہ ہے کہ سریاب کی طرف جو چیزیں نئی ہوئی ہیں اس کو windup کر کے سب کو کوئی shift کیا جائے۔ وہاں کوئی ہسپتال کوشش کی جاتی ہے اس کی مشتری نکال کر ادھر shift کی جائے اگر وہاں کوئی افس ہے LRBT کی یہ حالت ہوئی کہ اس کو shift کرنے کی کوشش کی گئی اس ہسپتال کو shift کرنے کی کوشش کی گئی یہاں جو ہمارے ڈیپارٹمنٹ تھا یہ جو کثرہ وال اس کو شہر کی طرف shift کیا گیا۔ صرف ڈگری کا لج اور یونیورسٹی پنجی ہوئی ہے میرے خیال میں اس کو بھی shift کیا جائے یا تو یہ ہے اس کے بارے میں کوئی تسلی بخش جواب دیں وزیر اعلیٰ کے ساتھ وہاں کا ایک دورا کرے میں نے ان کو صاف بتایا ہے کہ آپ کو جو ہے موجودہ کوئہ آپ بتائیں کتنا آپ دے رہے ہیں؟ مجھے معلوم ہے جتنے یہ پیسے دے رہے ہیں جب میں کہتا ہوں کہ یہ جب فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ تھا اٹھارہ کروڑ روپے دے دیتا تھا پچھلے سال آپ نے ان کو دو کروڑ روپے دیئے ہیں اب آپ نے اس کے لئے کتنے پیسے رکھے ہیں آپ بتائیں۔

**وزیر صحت:** آپ fresh question لائیں تو میں جواب دوں ابھی تو آپ اس پر کہیں رہے ہو کہ میں اسکی فکر نہیں ہے آپ سوال لائیں میں اگلے اس میں آپ کو جواب دوں گا کہ اسکو ہم کتنا دے رہے ہیں۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** جی شکریہ میر صاحب، ملک صاحب انہوں نے کہیں دیا کہ میں ایک دو دفعہ visit میں نے کیا ہے اور آگے بھی کریں گے تو۔۔۔

**ملک نصیر احمد شاہ وانی:** جناب! یہ visit کرتا ہے اپنے TA/DA کے خاطر۔

**جناب ڈپٹی اسپیکر:** TA/DA میرے خیال میں شہر کے اندر نہیں ہوگا۔ جی زا بدلی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 172 دریافت فرمائیں زا بدلی ریکی صاحب۔

**172☆ میر زا بدلی ریکی، رکن اسمبلی:**

کیا وزیر صحت از راہ کرم مطلع فرمائیں گے۔ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال واٹک میں تعینات کردہ میل اور فی میل ڈاکٹر زکی

کل کتنی تعداد ہے ان کے نام مع ولدیت، عہدہ اور تاریخ تعیناتی کی تفصیل دی جائے اور میں کتنے اپنی ڈیوٹیوں پر حاضر اور کتنے غیر حاضر ہیں۔ کیا حکومت غیر حاضر ہے واملے ڈاکٹروں کے خلاف کارروائی عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے نیز مذکورہ ہسپتال میں تعینات گریڈ 1 تا 16 کے ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گریڈ اور لوکل اڈو میائل کی تفصیل بھی دی جائے۔

**وزیر صحت:** جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے سر! اس ضمن میں تحریر ہے کہ فی الحال ڈی ایچ کیو ہسپتال واشک زیر تعمیر ہے اور جوں ہی مذکورہ ہسپتال کی تعمیر مکمل ہو جائے گی اس کے بعد منظور کردہ پوسٹوں کے مطابق میل اور فی میل ڈاکٹر ز اور اسٹاف کی تعیناتی عمل میں لائی جائے گی۔

**میرزا بدعلی ریکی:** دل نہیں کر رہا ہے صاحب کہ اس سے سوال کروں بار بار پتہ نہیں یہ تو DHQ hospital headquarter کا جناب چیئر مین منسٹر ہیلتھ صاحب بار بار اس forum میں نے کہا ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر واشک میں DHQ hospital نہیں ہے یہ shame کی بات نہیں ہے اور کیا ہے۔ ایک ہیڈ کوارٹر ہوتے ہوئے کہ hospital ہی نہیں ہے ہمارے وہاں پر۔

(اس موقع پر جناب نصر اللہ خان زیرے، چیئر مین نے اجلاس کی صدارت کی)

**میرزا بدعلی ریکی:** اچھا چیئر مین صاحب آگئے۔

**جناب چیئر مین:** جی جناب۔

**میرزا بدعلی ریکی:** تو منسٹر صاحب ایک دن پہلے میں نے یہی سوال لایا تھا تو فائلس منسٹر نے اٹھ کہ کہا کہ میں انشاء اللہ CM صاحب سے اس کے بارے میں بات کروں گا تو ابھی تک اس میں کچھ بھی نہیں ہوا ہے چلو اگر DHQ hospital بنانا نہیں سکتے ہیں ہماری مائیں، بہنیں delivery case ہوتے ہیں ہیڈ کوارٹر میں یہ کہاں جائیں چیئر مین صاحب منسٹر ہیلتھ صاحب آپ مجھے یہ جواب دیدیں۔ خدار آپ یہ کیوں اس طرح کر رہے ہیں آپ کوئی ڈاکٹر وہاں transfer کریں۔ کوئی MS وہاں بھیجیں کم از کم وہاں ایک چھوٹا سا hospital ہے آپ وہاں کم از کم کوئی ڈاکٹر ایم ایس کوئی لیڈی ڈاکٹر وہاں پر بھج دیں دیکھیں جناب چیئر مین صاحب! جب میں بات کرتا ہوں منسٹر ہیلتھ صاحب ہنتا ہے۔

**جناب چیئر مین:** سلیم کھوسہ صاحب آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔

**میرزا بدعلی ریکی:** خدار آپ serious ہو کر آپ مجھے جواب دیدیں اگر آپ منسٹر ہیں کرنا چاہتے ہیں آپ فرض ہے پورے بلوچستان میں آپ منسٹر ہیلتھ ہیں خدار آپ۔۔۔

**جناب چیئرمین:** ٹھیک ہے منظر صاحب جواب دیدیں۔

**میرزا بدلی ریکی:** جناب چیئرمین میں یعنی گاؤں کا مگر آپ مجھے serious جواب دیدیں۔

**جناب چیئرمین:** serious جواب دیدیں۔

**وزیر صحت:** تو واشک سے ہمیں ہمدردی ہے واشک بھی ہمارا بلوچستان کا حصہ ہے یہ نہیں ہے کہ کیونکہ وہاں ہسپتال بن رہا ہے ابھی تک ہسپتال تیار نہیں ہوا ہے۔ پوچھی منظور ہو گی تو اس پر ہو گا۔ پوچھی منظوری کے لیے گئی ہوئی ہیں ابھی تک منظور نہیں ہوئی ہیں۔ وہ پوچھی کافی اس میں ہیڈ کیا تھا مکمل نہیں ہوا ہے۔

**میرزا بدلی ریکی:** چیئرمین صاحب! پوچھی منظور ہوئی ہیں تقریباً 84 پوچھی۔

**وزیر صحت:** ہسپتال تیار نہیں ہوا ہے اس وقت۔

**جناب چیئرمین:** منظر صاحب آپ ایسا کر لیں کہ جناب ایم پی اے صاحب کو، حاجی زادبریکی صاحب کو وہ تمام تفصیلات جتنی بھی پوچھی منظور ہوئی ہیں SNE کی وہ ان پوٹھوں کی کیا پوزیشن ہے؟ ایسا بھی ہوا ہے جناب منظر صاحب کہ بہت ساری پوچھی جن جن hospital کی Basic health unit کی وہ لوگ نہیں لگے ہیں اس بارے میں آپ تحقیقات کریں۔

**وزیر صحت:** سر! وہ ہمارے پاس آجائے ریکی صاحب ہم وہ پورا ریکارڈ اس کے حوالے کریں گے۔ جتنی پوچھی آئی ہیں۔

**جناب چیئرمین:** ٹھیک ہے۔

**میرزا بدلی ریکی:** چیئرمین صاحب آپ اس سے کہیں کہ آپ ایک visit واشک میں کریں۔ آپ اسکو بولیں نال کہ یہ ایک visit تو کریں۔ کیا ہوتا ہے اپنی آنکھوں سے تو دیکھیں۔ کیوں نہیں آرہے ہیں جناب چیئرمین صاحب! پچھے والجہ اسد اللہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس کو بھی ساتھ اٹھا کر لائیں۔

**جناب چیئرمین:** ٹھیک ہے۔ آپ دونوں منظر صاحبان واشک کا انکے حلقے کا آپ دورہ کریں۔

**میرزا بدلی ریکی:** visit تو کریں چیک تو کریں کہ وہاں ہے کہ نہیں۔

**جناب چیئرمین:** ٹھیک ہے جی OK نہیں جناب! میں کہہ رہا ہوں کہ ان کی خواہش ہے کہ آپ کو کھانا بھی کھلانیں گے جیسی بھی کریں۔ نہیں نہیں روکنگ کی بات نہیں ہے وہ جائیں انکا Next question

**میر سعیم احمد خان کھوسہ (وزیر مال):** جناب گزارش ہے کہ مجھے بھی دعوت دیدیں میں بھی واشک جانا چاہتا ہوں۔

**جناب چیئرمین:** سب اسکلی کو آپ دعوت دیدیں۔

**میرزا بدعلی ریکی:** میں اللہ سے کیا چاہتا ہوں سلیم کھوسہ صاحب! آپ بھی آجائیں اس میں۔

**جناب چیئرمین:** ٹھیک ہے۔ next question محترمہ زینت شاہوی اسٹافر میں صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 175 دریافت فرمائیں۔

**محترمہ زینت شاہوی:** مائیک بند ہے۔

**جناب چیئرمین:** مائیک ان کا کھول دیں۔

**جناب قادر علی نائل:** جناب آپ سے گزارش ہے کہ دو تین ارکان پر مشتمل بحثج دیں تاکہ جا کر ان کو منا کر لائیں coverage بند ہو گئی ہے ہمارے ہاؤس کی۔۔۔

**جناب چیئرمین:** ٹھیک ہے جناب Ok. Ok. قادر نائل صاحب ہوں اور نسٹر صاحب ظہور بلیدی صاحب آپ جا کر صحافیوں کے مسائل معلومات کر کے انکو واپس لائیں۔ جی محترمہ آپ کا question no 175 کا

**175☆ محترمہ زینت شاہوی، رکن اسمبلی:**

کیا وزیر صحت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ گزشتہ دو سالوں کے دوران کن کن افراد کے حق میں معذوری سڑ فیک یہ کیا یہی جاری کئے گئے ہیں اُن کے نام مع ولدیت اور جائے سکونت کی ضلع وار تفصیل دی جائے؟

**محترمہ زینت شاہوی:** جناب چیئرمین یہ ساؤنڈ سسٹم خراب ہے on نہیں ہو رہا ہے۔

**جناب چیئرمین:** آپ دوسرا مائیک استعمال کریں۔

**محترمہ زینت شاہوی:** دوسرا مائیک استعمال نہیں کر سکتا۔

**جناب چیئرمین:** نہیں کر سکتا ہے چیئرمین ان کو کہہ رہا ہے۔

**محترمہ زینت شاہوی:** بس سر! میں یہی سے پوچھ لیتی ہوں گزشتہ دو سالوں کے دوران کن کن افراد کے حق میں معذوری سڑ فیک یہ کیا یہی جاری کیے گئے ہیں اُن کے نام بمعہ ولدیت اور سکونت کے تفصیل دی جائیں۔

**جناب چیئرمین:** آپ نہیں نہیں، آپ اسکے سوال کا جواب دیں۔ آپ جواب پڑھا ہوا تصویر کیا جائے۔

**وزیر صحت:** سر! جواب تصویر کیا جائے تو اس میں سر! دیا ہوا ہے پورا یکارڈ۔

**وزیر صحت:** گزشتہ دو سالوں کے دوران جن جن افراد کے حق میں معذوری سڑ فیک یہ کیا یہی جاری کئے گئے ہیں اُن کے نام مع ولدیت اور جائے سکونت کی ضلع وار تفصیل ضخیم ہے لہذا اسمبلی لا بھری یہی میں ملاحظہ فرمائیں۔

**جناب چیئرمین:** تو محترمہ آپ کا کوئی question supplementary ہے۔ آپ کا۔ جی۔ جی۔

**محترمہ زینت شاہوی:** یہ تفصیلات تو دی گئی ہیں نا۔ تو میں پوچھنا یہ چاہتی ہوں کہ جتنے بھی معذور افراد ہیں

اس لحاظ سے شپوریت نہیں بنے ہیں لوگوں کے۔ تو میں چاہتی ہوں کہ اس کی process کو آسان کیا جائے تاکہ معدود افراد کو سڑیں فریمکٹ بنانے میں آسانی ہو سکے کیونکہ جب وہ شناختی کارڈ بناتے ہیں تو وہاں اگر انکے پاس یہ معدودی سڑیں فریمکٹ نہ ہو تو وہاں اسکو mention نہیں کیا جاتا۔ صرف simple اکاشناختی کارڈ بنایا جاتا ہے تو اس سلسلے میں اس process کو زیادہ آسان کیا جائے۔ تاکہ معدود افراد زیادہ سے زیادہ اس چیز سے فائدہ اٹھاسکیں۔

**وزیر صحت:** چیئرمین صاحب! اسی طرح ہو گاشکایت نہیں ہو گی یہ بالکل یہ آسان ہونا چاہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ مجھے پہلے process کا اتنا پتہ نہیں ہے کہ کیسے ہوتا ہے بہر حال ہم اس پر میتنگ کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے جتنا آسان ہو سکے گا ہم ان کے لیے کریں گے۔

**جناب چیئرمین:** ایسا ہے منشہ صاحب پہلے بھی یہاں ایک resolution بھی پاس ہوا تھا کہ معدود افراد کے جو سڑیں فریمکٹ بناؤ تو انکا کارڈ one window کیا جائے ایک جگہ ان کے ہر ہیڈ کوارٹر میں وہ سہولت فراہم جائے۔

**وزیر صحت:** اسی طرح کریں گے۔

**جناب چیئرمین:** thank you میرزاد علی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 173 دریافت فرمائیں۔ محکمہ خزانہ اچھا! ٹھیک ہے اچھا! وہ تو ابھی منشہ صاحب چلے گئے۔ اچھا۔ جناب احمد نواز بلوج صاحب آپ اپنا سوال نمبر 179 دریافت فرمائیں۔ احمد نواز صاحب تو تشریف نہیں رکھتے۔ رخصت پر ہیں۔ defer کیا جائے اس question کو پونکہ منشہ صاحب بھی نہیں ہیں پس PHE کے۔

**جناب چیئرمین:** تو ملک نصیر صاحب آپ اپنا سوال نمبر 190 دریافت فرمائیں۔

**☆ 190 ملک نصیر احمد شاہوی، رکن اسمبلی:**

کیا وزیر بی واسا از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ملکہ بی واسا میں روزانہ اجرت اور مستقل نمیادوں پر تعینات کردہ ملازمین کے نام مع ولدیت، عہدہ، گرید، تعلیمی قابلیت اور لوکل، ڈو میسائل کی تفصیل دی جائے۔

**جناب چیئرمین:** جی حکومت کی جانب سے کون جواب دیگا اس کا۔ یہ محکمہ واسا سے متعلق question ہے PHE سے ہے ٹھیک ہے۔ جی جی ملک نصیر صاحب۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** جناب چیئرمین صاحب! میں نے پہلے بھی بتایا میرے خیال میں یہ اس سیشن میں

میرے تقریباً اس وقت تک 9 سوالات میں نے کیے تھے ان میں سے کسی کا بھی جواب نہیں آیا ہے یہ سوال سوال ہے کہ منظر۔ آج میں نے خود اس کو دیکھا سیکرٹریٹ میں پھر رہا تھا۔ لیکن وہ یہاں موجود نہیں ہے۔ تو یہ ہے انکی غیر ذمہ داری ہیں جناب اپسیکر صاحب! اسکے بعد پھر دو مہینے کے بعد جو ہیں یہ سیشن ہونا ہے اور یہ میرے خیال میں ایک سال کے question اسی طرح جمع ہو کر جب ہم رخصت ہو جائیں گے۔ پھر ہم لوگ اس کو کسی لفافے میں پیٹ کر پھر ان وزیر۔ وہ جو اس وقت اختیارات ان کے ساتھ تو نہیں ہوں گے ان کے گھر بھیج کر پھر ہم اس سے کیا حاصل کریں گے۔ اس کے لیے کوئی ایسی رولنگ آپ دیدیں، پچھلی دفعہ ہمارے اپسیکر صاحب نے ایک letter کا کہا تھا کہ کم از کم یہ جو box official ہیں اس کے اندر سیکرٹری صاحبان جو ہیں آج میں پھر دیکھ رہا ہوں یہ خالی ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ ہماری اسمبلی جو ہے بالکل ایک مذاق بن چکی ہے۔ اور اس کے کسی رولنگ پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوتا ہے کسی بات پر کوئی عمل درآمد نہیں ہوتا۔ ہر چیز جو ہے وہ انتہائی غیر سنجیدگی طریقے سے لی جاتی ہے۔ ہم سوالات کرتے ہیں اس لیے کہ کم از کم اس کا جوابات آنا چاہیے اس کے جوابات وہ ہمیں ایوان میں کم از کم مطمئن کرنا چاہیے انہوں نے یہ چھٹی تو تھماڈی ہے کہ 450 بندے جو ہیں کوئی کے اندر۔ یہ سوال بھی نامکمل ہے انہوں نے جو جواب دیا ہے اگر میں اسکو پڑھ لوں۔ تو وزیر نہیں ہے یہ تو کہیں رہا ہے کہ defer کریں۔ تو جنہوں نے یہ سوال کا جواب دیا ہے وہ بھی نامکمل ہیں میں نے اس میں کہا ہے کہ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مکملہ واسا میں روزانہ اجرت اور مستقل بنیادوں پر۔ ابھی مکملہ واسا میں سینکڑوں لوگ روزانہ اجرت کی بنیاد پر کام کر رہے ہیں لیکن ان میں سے یہ بندے کا نام بھی اس list میں شامل نہیں ہے نہ اس نے اس کو دیکھا نے کی کوشش کی ہے اور ایسے میرے خیال میں ہر ہمیں جو لاکھوں روپے یہاں سے draw ہو جاتے ہیں کن کے جیبوں میں جاتے ہیں؟ میں تو وہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ لیکن اسکو انہوں نے چھپا کر صرف وہ مستقل بنیادوں پر انہوں نے اس کا جواب دیا ہے اس مستقل بنیادوں میں بھی جو کوئی سے بغیر دوسرے اضلاع سے جوائے ہوئے لوگ ہیں، وہ 150 کے قریب لوگ کوئی کے اندر دیکھ رکھ لے سے آکر والوں کے پوسٹوں پر بھی تعینات ہیں چوکیدار کے پوسٹوں پر بھی ۲۴ ہیات ہیں تو کیا حق بتا ہے کہ ایک بندہ چاغی سے آکر ایک بندہ لوار الائی سے آکر ایک بندہ ٹوب سے آکر مقصد سریا ب میں پشتوں آباد میں کپلاک میں ایک کسی کے گھر کے اندر ایک ٹیوب ویل ہے اس کا والوں بھی وہاں سے آجائیں یہ کونسا انصاف ہے تو میں پوچھنا چاہتا ہوں۔

**جناب چیئرمین:** ایسا ہے کہ ملک صاحب! چونکہ منظر صاحب آج نہیں آیا ہے ویسے ہونا یہ چاہیے کہ ابھی حکومتی بڑے ذمہ دار وزراء صاحبان ہاؤس میں موجود ہیں کہ جن جن وزراء کے سوالات ہوتے ہیں کم از کم وہ اُس دن

انکو حاضر ہونا چاہیے چونکہ اینڈے پران کے سوالات بھی ہیں اور وہ ہاؤس میں نہیں آتے ہیں تو یہ بڑا serious issue بن جاتا ہے اب آپ کا سوال اگلے جلاس کے لیے defer کیا جاتا ہے۔ نہیں، وہ تو ابھی میں نے ابھی کہہ دیا ہے ذمہ دار وزراء صاحبان یہاں تشریف رکھتے ہیں کہ وہ کم از کم اس بات کو یقینی بنائیں کہ جن جن وزراء کے سوالات ہوتے ہیں اینڈے پر وہ اس دن وہ لوگ حاضر ہو جائے تاکہ ایم پی اے صاحبان کے وہ جواب دیں۔ جی سلیم ہوسے صاحب۔

**وزیریاں:** جو آپ نے حکم فرمایا ہے اس کی تعمیل کی جائے گی۔ next time ضرور حاضر ہوں گے انشاء اللہ۔۔۔

**جناب چیئرمین:** thank you یہ سوال defer کیا جاتا ہے 179-190 ابھی چونکہ سوالات ملکہ خزانہ سے متعلق باقی ہیں کوئی تین سوالات ہیں تو منشہ صاحب کو اگر۔ جی جب تک منشہ صاحب آجائیں گے ہم توجہ دلاؤ نوٹس کی طرف جائیں گے۔

جناب ثناء بلوج صاحب! آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** شکریہ جناب اپیکر! عنوان۔ بلوچستان میں مشیات کی مدارک کی بابت تفصیلات۔ کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم مطلع فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلوچستان میں مشیات کا استعمال روز بروز بڑھتا جا رہا ہے؟

(ب) اگر جو الف کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے مشیات جیسے ناسور کے مدارک کیلئے اب تک کیا موثر یا مستقل حکمت عملی مرتب کی ہے؟ نیز آنے والے نسلوں کو نئے کے استعمال سے روکنے کیلئے سماجی اور سوشل ایجوکیشن کی پالیسی اور اس پر عملدرآمد کی بابت حکومت کے زیر یور کوئی پلان ہے؟ تو ایوان کو اس بارے میں مکمل تفصیل فراہم کرو جائے۔

**جناب چیئرمین:** جی منشہ صاحب۔

**وزیر ملکہ سماجی بہبود:** thank you جناب چیئرمین! ثناء بلوج نے ایک اہم توجہ دلاؤ نوٹس پر۔ میں سمجھتا ہوں کہ مشیات پورے بلوچستان میں ہماری سماج کو جو ڈھنے ورکر کر دیا ہے۔ کوئی ایسا ڈسٹرکٹ کوئی ایسا یونین نہیں ہے جو اس لعنت سے متاثر نہ ہو۔ بد قدمتی بھی تھی کہ افغان انقلاب کے بعد ہمیں دو چیز تخفی میں مل گئے۔ ایک کلاشنکوف جو یہاں اچھے گھروں کو تباہ و بر باد کر دیئے۔ اُس رہی یہ غل کی گونج ہر گھر میں گونجتی رہیں۔ اور لاش پڑتے رہے۔ اسی کے ساتھ ہیر و ن، افیون، کریٹ۔ اس مشیات کی اس وباء نے پورے ہمارے بلوچستان کو تباہ و بر باد کیا۔ ایسے نوجوان جنکی ماں، بہنیں بھی امید رکھتی تھی کہ وہ ڈاکٹر بنے۔ انجینئرنے۔ لیکن وہ اس وباء کا

شکار ہوئے۔ اس وقت بھی ہمارے پورے بلوچستان میں کم از کم میں ہزاروں کا نہیں لاکھوں کا کہہ سکتا ہوں۔ ان مانیا جو زہر بیچتے ہیں۔ حالانکہ ادارے موجود ہیں۔ ایکساائز بھی اپنی جگہ action کر رہا ہے۔ پولیس بھی اپنی جگہ، لیویز بھی اپنی جگہ، نارکٹکس بھی اپنی جگہ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہمارے سماج میں جوشو شل باقی دنیا میں جو activists ہیں۔ وہ بڑے پیمانے پر کام کر رہے ہیں فہرست بال بھی کھیلتے ہیں۔ ساتھ ساتھ اس کو روکنے کیلئے بھی وہ کام کر رہے ہیں۔ پرائیویٹ اسکولوں کے لوگوں کو تربیت دی جاتی ہے۔ سماج میں انکے خلاف کافی ریلیاں لکھتی ہیں بڑے بڑے۔ انکو condemn کیا جاتا ہے۔ لیکن ہم اُس چیزوں سے ناشناس نہیں ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہر پارٹی کے آئین اور منشور میں اس لعنت کے خلاف کم از کم واضح پالیسی ہونی چاہیے۔ بہت سے پارٹیوں کے منشور میں نے دیکھے ہیں اُس میں ہیں۔ اپنی جگہ ہے۔ اب ہم اس گورنمنٹ میں اس پوزیشن پر جو اس وقت ہوں۔ ہم نے اس دفعہ بجٹ میں تین سنٹر رکھے ہیں۔ ایک اور الائی میں، ایک drugs regulating center پڑ گا ور میں، سوسو bed کے یہ ہوں گے۔ آنے والے وقت میں ہماری ذہن میں یہی ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ میں کیونکہ ہر ڈسٹرکٹ متاثر ہے اس سے، اس میں خاران میں بھی ہو، اس میں واشگ کبھی ہونا چاہیے، تربت میں بھی ہو، مستوگ میں بھی ہو، ہر جگہ سے۔ اس لعنت نے پوری ہماری تعلیمی نظام کو بھی بر باد کیا۔ ہمارے سماج جو بر باد کیا اگر کسی ایک خاندان میں، کسی ایک گھر میں ایک بندہ اگر ہیر و نتی ہے تو پورا وہ خاندان متاثر اور پریشان ہے۔ ماں میں پریشان ہیں۔ اس سلسلے میں ہماری پالیسی ہے کہ اس میں ہم کام بھی کر رہے ہیں۔ اس کی PC-1 بھی بن گئے ہے، پہٹ یہ بھی ہیں اس حوالے سے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ وہ لوگ جو بد نتی سے اپنے پیسے کی خاطر، اپنے بینک بیلننس بڑھانے کی خاطر لوگوں کو تباہ و بر باد کر رہے ہیں۔ دوسری جانب ایسے انسانیت دوست لوگ بھی ہم چاہتے ہیں کہ پیدا ہوں اس کی تدارک ہو۔ اگر اس معاملے میں ہم سو بندوں کی جان بچائیں۔ پھر انکو کا الجھوں میں اور اسکولوں میں داخلہ کریں۔ میرے خیال میں اس گورنمنٹ کی ہماری لیتے بہت بڑی کامیابی ہوگی۔ مزید اگر شراء کے پاس کوئی recommendation ہوگا۔ پورے اپوزیشن کے ساتھیوں کی وہ ہمیں دے دیں۔ ملک آگے بڑھیں گے۔

thank you

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** شکریہ جناب چیئرمین! محترم وزیر صاحب نے، ہمارے دوست بھائی، بالکل وہ بلوچستان کے دُکھ اور دُرد کو بڑی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ بالخصوص انکا تعلق بلوچستان کے اُس ڈویژن سے ہے جو منشیات کے سلسلے میں سب سے زیادہ متاثر ہے جسکو مکران ڈویژن کہتے ہیں۔ اور اس میں particularly پڑ گا وہ، تھج۔ ہمارا coastal area یہ سب شامل ہیں۔ اور drugs کے مختلف طریقے ہیں۔ مختلف اقسام ہیں۔ جو

drugs میں استعمال ہو رہے ہیں۔ جس طرح میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ کیونکہ یہ important ہے۔ جب آپ provisional centers بناتے ہیں یا آپ کوئی پالیسی بناتے ہیں۔ آپ ایک drug سے related نہیں بناتے ہیں، یا کوئی intervention center جس طرح انہوں نے کہا کہ classes and rehabilitation centre کی اُس میں ہیروئن، کوکین، حشیش، degrees Cristal، Stress tablets، LSD Tablets۔ اب اس وقت جو drugs اس میں جو rehabilitation centre یہ ہیں اُس کے۔ اور B-Class Drugs جو آتے ہیں۔ جو already ہمارے سوسائٹی میں سب سے زیادہ ہیں اُس میں الکوھل ہے، افیون ہے، بھنگ جس کو کہتے ہے کینا بیس، گلکا ہے، پان ہے، بھنگ ہے، سگریٹ ہے، نسوار ہے۔ یہ سارے B-Class Drugs پھر سارے Drugs میں آتے ہیں۔۔۔ (مدخلت۔) سر میں آرہا ہوں۔

**جناب چیرمن:** بول دیا اُس نے الکوھل کا نام لے لیا۔

**جناب شاء اللہ بلوچ:** پہلائے میں نے وہی بولا۔ پہلا الکوھل اُسی کو کہتے ہیں۔ میں نے اردو میں نہیں بولا۔ انگریزی میں اُس کو الکوھل کہتے ہیں۔ یہ B-Class Drugs میں۔ اچھا اس میں میرے پاس UNODC جو United Nations Office on Drung and Crimes کی ایک رپورٹ ہے۔ یہ جناب والا! 2013 کی اس رپورٹ کے مطابق تم میں اس کے کچھ highlight ہے۔ اور کتنا تکلیف دہ ہے۔ جناب والا! اس رپورٹ میں کہتا ہے: sever کتنی ہے۔ کتنا حساس ہے۔ اور کتنا تکلیف دہ ہے۔ جناب والا! اس رپورٹ میں کہتا ہے: Approximately two third are regularly using drugs in Balochistan.

The highest prevalence of drugs users are found in Balochistan where 1.6% of the population uses either heroin, opium or both.

یعنی 1.6% population کو آپ نکالیں۔ اگر ہماری 1 کروڑ 20 لاکھ کی آبادی ہے۔ اس کا 1.6% کو آپ نکالیں۔

تقریباً ڈھائی سے تین لاکھ جو ہے لوگ براہ راست ہمارے اس منشیات میں بتلا ہیں۔ اسکے بعد: nearly all regular opile drug users report having no access to drop in centers or similar low threshold services in their area in Balochistan.

یعنی 95% بلوچستان میں جو نشیات کے عادی لوگ ہیں۔ انکو جناب والا! لوگوں کو drop in centre یعنی کوئی facility نہیں ہے۔ جہاں وہ جائیں نشیات کے عادی لوگ۔ وہاں انکو کوئی ایسی سہولت وستیاب ہوں۔ جو انہیں نشیات روکنے کا پابند بنائیں۔ اسکے بعد ایک اور shocking اسکا ایک figure ہے۔ اس میں یہ کہتا ہے کہ:

یعنی Balochistan at the highest prevalence of opioid users nationally.  
پاکستان میں سب سے زیادہ افیون کا استعمال:

particularly for a few while, in most other areas opium users are more likely to use heroin. In Balochistan there were nearly equivalent prevalence with 1.0% using opium compare 1.1% using heroin. In addition 0.2% from 13 thousand.

یعنی 13 ہزار کے آپ لوگ:

took methamphetamine in Balochistan in the last year representing 70% of National users.

یعنی 70 فیصد methamphetamine کے ساتھ بھی۔ جناب وزیر صاحب! آپ بھی تھوڑا سا بیٹھئے۔ میری کچھ تجاذب یہ ہے وہ لوگ ہیں، انکا تعلق بلوچستان سے ہے۔ تو drug جناب والا! بلوچستان کے حوالے سے نشیات ایک انتہائی تکلیف دہ صورتحال ہے اسکی۔ اور اسکا relationship both social welfare بنتا ہے اور اسکا department کے ساتھ بھی۔ جناب وزیر صاحب! آپ بھی تھوڑا سا بیٹھئے۔ میری کچھ تجاذب یہ ہے آپ گُن لیں تاکہ آپ کو پھر کیسے کیسے ہم۔ (مدخلت) اس میں جناب والا! جو میرا توجہ دلا و نوٹس تھا۔ وہ میرا جو توجہ دلا و نوٹس تھا۔ وہ اگر دوبارہ آپ پڑھ بھی لیں۔ دیکھ بھی لیں۔ وہ صرف simply generally کہتا ہے کہ اگر یہ باتیں درست ہیں تو سماجی، رونکے کیلئے، سماجی اور سوشنل ایجوکیشن کی پالیسی اور اس پر عملدرآمد کی بابت۔ اب سماجی اور سوشنل ایجوکیشن پالیسی its a very broad term دیکھتے ہیں۔ اگر آپ کسی معاشرے میں نشیات کا تدارک واقعی تہہ دل سے کا structural-approach چاہتے ہیں تو اسکو صرف یہ نہیں ہے کہ ایک شخص نشیات کا عادی ہو گیا۔ اسکو نشیات کے عادی سنٹر لے جائیں اور وہاں سے اسکا نشیات ختم کریں۔ نہیں۔ آپ نے نشیات کے تدارک کے لیے ایک نیشنل پالیسی at least

اگر نیشنل پالیسی کوئی ہے۔ تو پروٹول پالیسی بنانی چاہیے۔ جس میں میں نے سماجی اور سماجی protection نے civic education لے لوگوں میں شعور، لوگوں میں آگاہی، لوگوں میں جو ہے معلومات پیدا کرنی ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے law enforcement agencies کی سطح پر۔ آپ نے تحصیل کی سطح پر۔ آپ نے ڈسٹرکٹ کی سطح پر۔ آپ نے ہیلتھ کی سطح پر۔ اور پھر سوشل ویلفیر کے ڈیپارٹمنٹ کی سطح پر ایک integrated approach بنا ہوگا۔ جب تک آپ approach نہیں بنائیں گے، اُس وقت تک منشیات کا خاتمه ناممکن ہے۔ یہ حبیب نالہ بلوچستان کے ماتھے پر ایک سیاہ دھبے کی مانند ہے۔ روزانہ کوئی سو شل میڈیا کا کوئی ایسا ویب سائٹ نہیں ہے یا online media نہیں ہے جو حبیب نالے کو کوئی کا، بلوچستان کا (paradise) جنت نما بنا کر دکھاتے ہیں یہ بلوچستان کا شاہ کار ہے۔ کوئی میں کچھ اور دیکھنے کو نہیں ہے لیکن ایسا شاہ کار ہے جہاں بلوچستان ہائی کورٹ سے سو میٹر کے فاصلے پر، بلوچستان اسمبلی سے ڈیڑھ سو، ایک سو میٹر کے فاصلے پر۔ اور بلوچستان وزیر اعلیٰ کے، چیف منستر کے سیکریٹریٹ سے دو سو میٹر کے فاصلے پر۔ بلوچستان سیکریٹریٹ سے دو سو میٹر کے فاصلے پر۔ یہ سارے radius میں بلوچستان کے سب سے زیادہ منشیات کے عادی انہیں جناب والا! اس حبیب نالے کے ساتھ ہیں۔ جن کو ہم یہاں سے اگر آپ کوئی پتھر بھی پھینکیں ان تک پہنچ پائے گا۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے جناب والا! بلوچستان پر جس طرح ہم نے کہا ایک بہت ہی integrated approach اور پالیسی آپکو اپنانی ہوگی۔ نمبر ایک یہ ہے کہ اسکو آپ کو بنیادی انسانی حقوق کے حوالے سے دیکھنا ہوگا۔ آپ اس کو بلوچستان کے اندر اس کا جو سو شل اسٹرکچر ہے۔ گورننس depression bad-goverance ہے۔ ہے۔

اگر آپ law enforcement agencies کی جو ہے ناکامی ہے۔ یا اُنکے اندر پائی جانے والی کرپشن ہے۔ ان سب کے ساتھ link ہو کر دیکھنا ہوگا۔ آپ rehabilitation centre سے منشیات کا خاتمه نہیں کر سکتے۔ اب بھی اس وقت ہم سمجھتے ہیں کہ بہت سے ایسے drugs کے، منشیات کے کاروبار سرپرستی میں چلتے ہیں۔ جب ہم بی بعض لفظ استعمال کرتا ہوں۔ اُس میں law enforcement agencies کے خلاف ایکشن کیلئے جاتے ہیں۔ تو آپ مجھے بتائیں کہ کبھی آپ نے سناؤ ہوگا کہ ایک full-fledged-war ہم نے against drugs کے استعمال کیا ہے۔ ہم نے کوئی ایسی پالیسی بنائی ہے؟ ہم نے کوئی ایسی approach اور اپنی حکمت عملی اپنائی ہے؟ نہیں۔ ہماری منشیات فروشوں کے حوالے ہماری بڑی soft پالیسی ہے۔ سرکار چاہتی ہے کہ بلوچستان کے اندر منشیات کا استعمال ہو۔ بلوچستان جو سیاسی طور پر، سماجی طور پر ادبی اعتبار سے با شعور معاشرہ رہا ہے۔ اس کے

اندر مایوسی penetrate کریں۔ مایوسی کے ساتھ ڈرگز کی availability کو جو ہے آہستہ کریں۔ توجہ تک آپ اس طرح کی پالیسی یہاں discuss نہیں کرتے۔ اور حکومت بلوچستان بیٹھ کر اس پر سنجیدگی سے غور نہیں کرتی۔ یہ جناب والا! اسد جان! تین rehabilitation center سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ دوسری بات ہے۔ اس کو آپ نے development کے حوالے سے بھی دیکھنا ہے۔

جناب چیرمین: اذان ہو رہی ہے۔

(اذان عصر۔ خاموشی)

جناب چیرمین: جی منسٹر صاحب۔ جی انجینئر زمرک صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوچ: سر ام بی نے ابھی تک ختم نہیں کیا ہے۔ م بی نے conclude نہیں کیا۔ سر ام بی نے conclude کیا جناب چیرمین صاحب!

جناب چیرمین: جی جی۔

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب کم بی پہلے یہ conclude کرنے دیں۔ توجہ دلاؤنڈ چل رہا ہے۔  
thair is a procedure

جناب چیرمین: شاء بلوچ صاحب! پونکہ منسٹر صاحب نے request کی ہے کہ م بی باہر جا رہا ہوں۔ (مداخلت۔ شور) منسٹر صاحب! no problem۔ ہاؤس کو چلا کیں گے۔ جی ابھی آپ اپنی بات مکمل کریں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: Thank you جناب والا!۔ (مداخلت) آپ جائیں جناب والا! اگر آپ کو بات نہیں ہے۔ تو آپ جائیں۔

جناب چیرمین: شاء بلوچ صاحب! آپ اپنی بات مکمل کریں۔ منسٹر صاحب آپ کو ٹائم دے دوں گا۔ جی۔ ایسا ہے کہ توجہ دلاؤنڈ پر پندرہ منٹ بات ہو سکتی ہے۔ جی آپ اپنی بات مکمل کریں۔ منسٹر صاحب نے توجہ دے دیا ہے سو شل ویلفیر کی۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ہم نے اسکے جو ہماری تقریر ہے اس میں انکو یہ مشورہ ہے۔ جس طرح ہم نے ذکر کیا کہ نشیات کے خاتمے کیلئے آپ کو ایک مستقل اور جامع permanent policy اور integrated policy بنانی ہے۔ جس میں آپ نے clear road map کو law enforcement agencies دینا ہے۔

mendate دینی ہے۔

**جناب چیرین:** ٹھیک۔

**جناب شاء اللہ بلوچ:** آپ نے سو شل ویفیسر ڈیپارٹمنٹ کو کوئی clear mandate دینا ہے۔ آپ نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو کوئی clear mandate دینا ہے۔ اور آپ نے اس ایمن جنسی سے منٹنے کیلئے PSDP میں جس طرح اسد صاحب نے کہا کہ: جگ ور میں اس دفعہ آئے۔ کئی اور پھر آئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ آپ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر war footing پر۔ اگر وہ PSDP میں شامل بھی نہیں ہے۔ آپ war footing پر ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں rehabilitation centre قائم کریں۔ اور اس پر ایک صوبائی سطح کی ایک کانفرنس بلائیں۔

**جناب چیرین:** thank you OK

**جناب شاء اللہ بلوچ:** جس طرح ہم نے ذکر کیا کہ منشیات کے خاتمے کیلئے آپ کو ایک مستقل اور جامع، جس کو ایک مستقل اور permanent integrated policy اور ہنانی ہے، جس میں آپ نے law and clear road map enforcement agencies کو دینا ہے مینڈیٹ دینا ہے۔ آپ نے سو شل ویفیسر ڈیپارٹمنٹ کو کوئی clear mandate دینا ہے۔ آپ نے ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو کوئی clear mandate دینا ہے، اور آپ نے اس ایمن جنسی سے منٹنے کیلئے پی ایس ڈی پی میں جس طرح اسد صاحب نے کہا کہ: جگ ور میں اس دفعہ ہے، کہیں اور ہیں، ہم سمجھتے ہیں کہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر war footing پر PSDP پر اگر وہ war footing نہیں ہے۔ آپ war footing پر ہر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں rehabilitation centre قائم کریں اور اس پر صوبائی سطح کی کانفرنس بلائیں۔ سول سوسائٹی کو سب کو ملوث کریں involve کریں، اور اس کے بعد تاکہ کم از کم منشیات فروشوں کو یہ محسوس نہ ہو کہ حکومت ہمارے اوپر بہت زیادہ مہربان ہے، کوئی ایکشن نظر نہیں آ رہا ہے۔ آج تک آپ نے دیکھا ہو گا کہ کوئی ایکشن بتائیں کہ جس میں یہ بتایا گیا ہو، کہ بلوچستان میں منشیات کو ایک قومی الیکٹریک طور پر تسلیم کیا گیا ہو۔ یہ تو ہم فلور پر معاملات لے آتے ہیں، ریکورڈ کے لیکر منشیات تک، خشک سالی سے لیکر ہم سیالاب تک، یہ تو ہمارے اپوزیشن کی مرعون منت ہے ورنہ یہ تو اسی ملک کے فلور پر آج تک بلوچستان کا کوئی دکھ، کوئی درد، کوئی تکلیف کی بات ہی نہیں لائے۔ جب ہم اٹھتے ہیں بلوچستان اسمبلی کا مسئلہ ہوتا ہے کہتا ہے کہ اخبار والے مجھے coverage نہیں دیتے ہیں۔ میرا فون نہیں اٹھاتے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب چیرین:** thank you۔ جی منشیا گیکر لپکھر۔ وہی بات کریں جو آپ کہنے والے تھے۔

**وزیر راست و کاؤنٹریوز:** جب آپ کو مزہ آتا ہے کہ آپ کا بیان جو ہے front page پر ہوا وہ مجھے نہیں آتا

ہے مزہ بیہاں سیاست ہوتی ہے پوری میدیا ہوتی ہے جنگ۔ نہیں ہے کہ آپ ایک گھنٹہ بولتے ہو تو مجھے بھی شوق ہے کہ میں بھی ایک گھنٹہ بولوں۔ آپ ایک issue پر 50 highlight کرتے ہو۔ تو سب کو آتا ہے، ہمارے سارے منشیوں کو آتا ہے، سب کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ تم میں ان کی عزت کرتا ہوں ہمارے دوست ہیں، تم ایک ساتھ رہ رہے ہیں کم از کم یہ ہے کہ تھوڑا سا ہم ایک دوسرے کا خیال رکھیں گے، ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے۔ اسپیکر صاحب! تم میں نے جب بیہاں بات کی کہ میں نے میدیا کے حوالے سے بات کی، تم میں نے واک آؤٹ کیا۔ حالانکہ مجھے لانا چاہیے، میرے باтолی پر میدیا والوں نے بھی واک آؤٹ کیا۔ تم میں نے اپنی بات میں کہا کہ کچھ مخصوص لوگ ہیں، میدیا کی جو ہے اپنی ایک قربانی ہے اس ملک کیلئے اس اسمبلی کیلئے۔ تم میں نے میدیا کے پورے صحافی حضرات کا کوئی وہ نہیں کیا ہے۔ آپ میرا ریکارڈ میرا تقریر اٹھالے اسپیکر! اُس نے کہا کہ کچھ خاص لوگ ہیں، اور تم میں یہ بھی کہتا ہوں کہ میرا فیصلہ یہی میدیا کے جو ایسوں ایش ہے چاہیے وہ رضا صاحب ہے اُن کے حوالے کرتا ہوں، تم میں نے اپنے ظہور صاحب سے اور اپنے بھائی سے کہا کہ آپ ان کو اپنے چیمبر میں بلا لیں، تم میں اُن سے بات کرتا ہوں، تم میں ثبوت کے ساتھ بات کروں گا۔ جب تم میں اپنا تحفظات رکھتا ہوں تم میں اُن لوگوں سے جو کر رہے ہیں چاہیے وہ مالکان اخبار کے یا اُن کے، دیکھو یہ میدیا آپ کے یا میرے لئے بنی ہوئی ہے بیہاں، ہم اور آپ اس پر بات کرتے ہیں اور اس کو highlight کرتے ہیں۔ صبح اخبار میں آتا ہے۔ تو اگر میری چیز نہیں آسکتی ہے، تم میں اُن کو فون کرتا ہوں، تم میں ابھی کہتا ہوں، تم میں اُن سے بات کر رہا تھا کہ بھائی خلیل صاحب، بھائی کامران صاحب، فلاں صاحب آپ تھوڑا ہمیں سن لو۔ ہمارے تحفظات ہیں، جب ہمیں سنتے نہیں۔ تم میں اُن کے پیچھے۔ پھر تم میں اپنے گاؤں میں یا اخبار نہیں چھوڑ دن گا کہ وہ کوئی پڑھ لیں۔ کم از کم تم میں اپنے دفتر میں تو بایکاٹ کر سکتا ہوں اُس اخبار کا۔ اگر پورے صوبے میں نہیں کر سکتا ہوں۔ تم میں ابھی بھی یہ حضرات میرے بھائی ہو آپ سب لوگ۔ تم میں آپ کی عزت کرتا ہوں آج تک آپ نے کوئی دس یا بارہ سال میں کوئی ایسی بات نہیں سنی ہو گی کہ میدیا کے۔ کیونکہ ہم اور آپ ایک ہیں۔ آپ ہماری آواز مرکز تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہو۔ ہم آپ کے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں اور آپ ہمارے بغیر نہیں رہ سکتے ہو، لیکن کچھ تھوڑا سا فرق ہونا چاہیے، تم میں نے میرٹ کی بات کی ہے، تم میں نے سب میدیا صحافی حضرات کی بات نہیں کی۔ تم میں آپ لوگوں کی عزت کرتا ہوں آپ نے شہادتیں دی ہیں۔ آپ نے ہر میدان میں جو دنیا کے کہیں بھی صحافی پائے جاتے ہیں دنیا کے کسی بھی کونے میں آپ اُن کا تاریخ اٹھالے، انہوں نے جو قربانیاں دی ہیں کہیں کسی نے نہیں دی ہیں۔ اسلئے کہ انہوں نے اس مظلوم عوام کی آواز آگے لے جانے کی

کوشش کی۔ اگر مجھ سے کوئی غلط بات ہوئی ہے، میں ان لوگوں سے وہ کرتا ہوں لیکن میرا بھی بھی وہ تحفظات ان لوگوں کے خلاف ابھی بھی برقرار رہے گا جنہوں نے کیا ہے، مجھے ایک ٹائم دے دیں ظہور صاحب میرے ساتھ بیٹھیں گے۔ میں ان کو اپنا تحفظات بیان کر کے دونگا کہ یہ لوگ یہ کر رہے ہیں، اُدھر میں ان کے نام لوں گا اور ان کا جو ہے ثبوت کے ساتھ کہوں گا۔ اس میں میں آپ لوگوں سے بہت وہ کرتا ہوں کہ اگر آپ کی دل آزاری ہوئی ہے، میرے طرف سے آپ سب کو، آپ میرے بھائی ہو، آپ ہمارے محترم ہو، ہم آپ کی عزت کریں گے، کم از کم آپ ہماری تحفظات سن لو۔ اگر ہم غلط پر ہیں تو ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں، آپ سے معدرت چاہتے ہیں۔ لیکن اگر آپ کے وہ بڑے جو مالکان ہیں، وہ غلط پر ہیں تو آپ ہمارے ساتھ دے دیں کہ ہم اپنی، اب میں ایک بات آخر میں کہتا ہوں، اگر آپ لوگ واک آؤٹ کرتے ہو تو کم از کم اس پر بھی واک آؤٹ کریں کہ ہمارے اسمبلی کی کارروائی کتنی الیکٹرانک میڈیا میں وہ آتی ہے، آپ کو دیا ایک سینٹ بھی نہیں دیتا ہے، آپ جا کے گدھے پر کوئی آدمی لاہور میں پھرتا ہے اُس کو پورا 20 منٹ دیتے ہیں جی دیکھو کیا زبردست کس طرح پھر رہا ہے۔ اُس کو میں منٹ دیتے ہیں اور آپ کی اسمبلی کارروائی کو لکتنا، ویسے بھی آپ لوگوں کو highlight نہیں کرتے۔ مرکز level پر تو ہمارا کچھ بھی نہیں آتا ہے، کوئی آیا۔ آپ نے بات کی، میں نے بات کی، شنا صاحب نے کی۔ اسد صاحب نے کی۔ کوئی ہمارے ان باقاعدوں کو بلوچستان کی آواز کو آج کسی نے میڈیا میں الیکٹرانک میڈیا کی بات میں کرتا ہوں جو فیدرل level پر چلتی ہے جو آپ کے جوئی وی ہے، فلاں ٹی وی ہے، سماں ٹی وی ہے، ہم ٹی وی ہے، میں ان سے پوچھتا ہوں آج ہم آپ کی کارروائی دیکھتے ہیں کہتنی ہماری اسمبلی کی کارروائی آتی ہے، ہمارے بل پاس ہوتے ہیں، ہمارے قانون سازی ہوتی ہے، ہمارے legislation ہوتی ہے۔ آج تک کسی نے اُس کو highlight کیا ہے۔ صرف ایک پٹی نیچے چلتی ہے۔ پٹی چلتی ہے وہاں جو ہیں سنندھ اسمبلی میں، پنجاب اسمبلی میں تو تو میں میں ہوتی ہے آپ کو پتہ ہے پورا دن چلاتے ہیں کہ جی فلاں نے یہ کیا، فلاں نے یہ کہا، ان کے معمولی جگہرے ہوتے ہیں ان کو بھی پورا دن 24 گھنٹے چلاتے ہیں دو یا ایک منٹ دیتے ہیں۔ ہماری پوری legislation ہوتی ہے، ہم یہاں کی عوام کو ایک اچھی زندگی دینے کیلئے جو یہاں اس اسمبلی کے توسط سے کوشش کرتے ہیں کہ ان کو ملے۔ کوئی نہیں آتا ہے۔ جی بس فلاں نے یہ کہا ہے۔ ایک پٹی چلتی ہے ایک سینٹ پھر ختم ہو تو میں آپ سے request کرتا ہوں آپ ہمارے بھائی ہو کم از کم آپ بھی اس آواز کو اٹھا کے جی ہمارے بلوچستان کی آواز کوں اٹھائے گا مرکز اسلام آباد، لاہور میں کون پہنچائے گا، آپ کے اس کیمرے کے توسط سے جائیگی لیکن نہیں ہوتی ہے۔ تو آپ کے توسط سے میں ان کو کہتا ہوں کہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں میں میں اپنے تحفظات دوں۔

جناب چیئرمین: ok جی منظر صاحب آپ بھی اس بارے میں بات کریں گے۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر خزانہ): میں میڈیا کے حوالے سے زمرک صاحب نے جو باقی میں کی ہیں۔ جناب اسپیکر! جس طرح ہمارے معزز رکن نے جو میڈیا کے ساتھ ہمارے کچھ دوستوں نے اپنی اس بات کو دل میں لیا ہوا تھا تو ان کے ساتھ جو ہے ہماری باقی ہیں، ہمارے معزز رکن نے اس کی clarification کی ہے وہ بڑے اچھے انداز میں کی۔ جناب اسپیکر! ہم سمجھتے ہیں کہ جو جزاً زم بحیثیت profession وہ جمہوری ملکوں میں اور جمہوری روانیوں میں ان کا جو ہے اہم دوستوں کی حیثیت ہے۔ اور چونکہ اگر بالخصوص ہمارے بلوچستان کے جنرل سٹ کے بارے میں بات کی جائے تو ان کی بلوچستان کے حوالے سے گراں قدر قربانیاں ہیں، انہوں نے صحافت میں قربانیاں دی ہیں۔ اور یہاں جب بلوچستان کے حالات کافی مخدوش تھے، تو ان کو ٹارگٹ کیا گیا تھا۔ اور ان کے لئے مسائل بہت زیادہ ہوئے تھے۔ اور ان کی وجہ سے جو اسمبلی ہمارا سیشن ہوتا ہے، ان کی وجہ سے ہماری باقی میں عام عوام تک جاتی ہے، اور عوام کو پتہ لگ جاتا ہے کہ جی ان کی اسمبلی میں جو کارروائی ہوتی ہے، ان کے معاملات جو ہیں discuss ہوتے ہیں اور ان کے مسائل کا حل ڈھونڈ جاتا ہے تو یہ صرف اور صرف میڈیا کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تو ہم میڈیا کے ہمارے دوست ہیں، یہاں جو ایڈیٹر حضرات ہیں یا جو صحافی ہیں ان کی ہم قدر کرتے ہیں، اور زمرک صاحب کی بات ایک اپنی جگہ پر درست ہے، کہ جو ہماری الیکٹرانک میڈیا ہے، جو پرنٹ میڈیا کے جو ماکان ہیں وہ بلوچستان کے معاملات کو بلوچستان کے ایشوز کو، بلوچستان کے جو یہاں اسمبلی کے ممبران کو اتنی weightage نہیں دیتے ہیں جو باقی صوبوں کو دی جاتی ہے، اور میرا خیال میں زمرک صاحب کی جو باقی میں ہوئے ہیں۔ اور پرنٹ میڈیا کے حوالے سے تھی۔ اور دوسری طرف ہم being government, being Assembly, being Member اور آئندہ بھی دیکھیں گے، اور ان کی وجہ سے جمہوریت چلتی ہے۔ اگر صحافت میں قدغن لگ جائے تو جمہوریت اس طرف پرورش نہیں کرتی۔ جمہوریت اور صحافت دونوں لازم و ملزم ہے۔ اور ہمارے اسمبلی میں اور بلوچستان میں ہم ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو یہی باقی ہم نے ان کے ساتھ کی ہے، اور میں اسمبلی کے فلور پر کھڑا ہو کے کہتا ہوں کہ جی گورنمنٹ کی طرف پوری اسمبلی کی طرف سے ہم ان کی جو ہیں اسمبلی کی کورنیج کی بھی، جو انہوں نے دی ہے یا جو یہاں ہمارے ممبران کی باقی اخبارات میں یا الیکٹرانک میڈیا میں دیتے ہیں، ہم اُسکو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ابھی ایسا ہے کہ منظر ایگر لیکچر صاحب نے جو point raise کیا تھا۔ اور اب اس کی

ہمارے فنائس کے منسٹر صاحب نے دی تھی، یہ بارہا اسمبلی کے فلور پر بھی آیا ہے کہ الیکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا یقیناً جو دوست یہاں کام کرتے ہیں وہ ہمارے دوست ہیں، دن رات یہاں کھڑے ہوتے ہیں، ان کی خدمات انھیں ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن جو ان کے مالکان ہیں جس طرح منسٹر صاحب نے کہا کہ آپ یقین کریں کہ رات کو 10 بجے ایک پی چلتا ہے، ہماری صوبائی اسمبلی کے متعلق کارروائی سے اور کچھ نہیں ہوتا۔ تو یقیناً ممیز request as a Chair کرتا ہوں جو مالکان ہیں الیکٹرانک میڈیا کے پرنٹ میڈیا کے کم از کم اس August House کے تمام بھی کارروائی ہے اُس کو آپ لوگ پرنٹ میڈیا میں اور الیکٹرانک میڈیا میں کورٹج دے دیں، اپوزیشن کو بھی کورٹج دے دیں اور حکومت یہ چڑھا ہیں، وزراء کے ان کو بھی آپ کورٹج دے دیں، تاکہ ہماری آواز وہاں پہنچ سکے۔ اب آتے ہیں چونکہ خزانے سے متعلق سوالات ہیں۔ میرزا بریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر 173 دریافت فرمائیں۔

#### میرزا بعلی ریکی:

Question No 173

کیا وزیر خزانہ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ضلع چانگی کو سال 2018 تا اپریل 2019 کے دوران مختلف ترقیاتی اور کمیٹیات کے لیے کس قدر فنڈ ز جاری کیے گئے ان کے نام اور جاری کردہ فنڈز کی تفصیل دی جائے نیز مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع واشک کے اور کمیٹیات کے لیے جاری کردہ فنڈز کی اسکیم وار تفصیل دی جائے۔

**وزیر خزانہ:** چانگی اور واشک کے ترقیاتی اور کمیٹیات کی تفصیل ضخیم ہے۔ لہذا اسمبلی لاہور پریس میں ملاحظہ فرمائیں۔

**میرزا بعلی ریکی:** چیری میں صاحب! یہ question میرا ہے کہ 2018-2019ء میں ضلع واشک اور ضلع چانگی کو کتنے فنڈز دیئے ہیں۔ اس میں وزیر خزانہ کا جواب ہے آخر پرنسپل یہ ہے۔ یہ جو میرا جواب فنائس منسٹر صاحب نے دیا ہوا ہے۔ یہ ongoing کمیٹیات کیلئے دیا ہوا ہے، 2011ء کے۔ یہ سارے واشک کے

---

**جناب چیری میں:** تو آپ ابھی کیا چاہر ہے ہو۔ جی منسٹر صاحب۔

**میرزا بریکی:** جی ممیز 2018 کام میں چارہا ہوں۔ ممیز ongoing کا نہیں چارہا ہوں کہ 2011ء کا ongoing کمیٹیات اس نے مجھے دی ہوئی ہیں۔

**جناب چیری میں:** جی منسٹر صاحب۔

**وزیر خزانہ:** دیکھیں جو سوال کی جو روح ہے۔ اس میں تو انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ جاری کردہ۔۔۔

**جناب چیئرمین:** سوال یہ ہے کہ 2018 تا پریل 2019ء کے دوران اس ترقیاتی اسکیم کا۔۔۔  
**وزیر خزانہ:** جی اس میں تو ساری تفصیل دی ہوئی ہے۔ جوئی + کہ یہ ات کی بات کر رہے ہیں انکا ایک procedure ہے جو اسکیم DAC کے فورم ہے، اس سے approve ہوتی ہے جو اسکے purview میں آتی ہے۔ اس کے علاوہ جو PWP کی meeting ہوتی ہے اس میں آکے ایک process کے بعد release ہو جاتے ہیں۔ اور وہ تقریباً جو ہو رہی ہیں، 17 بلین کے قریب overall releases ہو چکی ہیں اور مزید جو ہیں ہونے لگی ہیں کوئی 3.4 ملین pipeline میں ہیں اگر MPA صاحب کو تفصیل چاہیے تو میرے پاس آجائے میں انکو جو releases ہو گئی ہیں انکے علاقہ کا انکودے دونگا۔

**جناب چیئرمین:** جی MPA صاحب؟

**میرزا بدعلی ریکی:** 2018 میں ڈسٹرکٹ واشک میں ایک روپیہ نہیں ملا ہے، بالکل، ضلع چاغی کو میں نہیں کہہ رہا ہوں چیئرمین صاحب! ضلع چاغی کوار بول روپے دیے ہیں اور بھی دیں میں میں کہتا ہوں اور بھی دے دیں وہ بھی بلوچستان پاکستان کا حصہ ہے مگر یہ بھی ڈسٹرکٹ محبت طمن ہے پاکستان سر زمین کیلئے قربانی دی ہوئی ہے یہ عوام دُنیا کی سہولت سے محروم ہے، Education, Health, Water supply, Road،

**جناب چیئرمین:** جی منسٹر صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ 19-2018ء میں واشک کیلئے کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے۔

**میرزا بدعلی ریکی:** ایک روپیہ آپ دیکھا دیں کہ واشک کو ملے ہیں، میں نے + کہ یہ ات دیے ہیں آپ بتا دیں۔

**وزیر خزانہ:** جناب اسپیکر! جو 19-2018ء کیلئے جو رقم رکھی گئی تھی اُسکی تفصیلات ساری یہ یہ کئے ہیں جو + کہ یہ ات دیے ہیں جنکے against fund release ہوئے ہیں وہ یہاں annexed ہیں لگے ہوئے ہیں۔ وہ متعلقہ حکوموں سے جا کے پوچھ لیں ملکہ خزانہ نے وہ پیسے جاری کر دیئے ہیں۔ جو اس سال کے ہیں وہ tendering approval کے مرحل میں ہیں کچھ ہو چکی ہیں کچھ release ہو رہے ہیں کچھ process میں ہیں اگر ان میں کوئی کمی بیشی ہے تو میرے ساتھ بیٹھ جائیں جو ہماری طرف سے کمزوری ہے یا ہو گی ہم اس کو sort-out کر لیں گے۔

**میرزا بدعلی ریکی:** جناب چیئرمین صاحب! یہ 2011 کے یہ on-going MPA کو یہ 2011 کو یہ proof بنا چاہتے ہیں خدا را کے لئے۔ چیئرمین صاحب! یہ 2011 کی + کہ یہ ات ہیں واشک کا میں آپ کو proof دیتا ہوں۔

**وزیر خزانہ:** جناب چیئرمین! شاید ہمارے معزز رکن سمجھنیں رہے ہیں۔ 2011ء میں وہ ہے کہ یہ ات منظور ہوئی ہونگی اسکے ہر سال allocation ہوتی ہے ہر سال allocation کے مطابق کچھ release ہوتے ہیں۔

**جناب چیئرمین:** ایسا ہے کہ MPA صاحب، منشی صاحب فلور پر آپ کو یقین دہانی کر رہے ہیں کہ وہ آپ کو تفصیلات بتائیں گے اگر آپ مطمئن نہ ہو تو اگلے اجلاس میں آپ دوبارہ یہ question raise کریں۔ ٹھیک ہے؟

**میرزا بدعلی ریکی:** اگلے اجلاس کو پھر اس کو دے دیں،

**جناب چیئرمین:** جناب شاء اللہ بلوچ صاحب آپ اپنا سوال نمبر 186 دریافت فرمائیں۔

#### ☆ 186 جناب شاء اللہ بلوچ، رکن اسمبلی:

کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ پاکستان پیرو لیم لیڈ (PPL) کے ساتھ صوبہ کی گیس کا معاملہ کب طے پایا اور سال 1954-55ء کے دوران طے پانے والے معاملات کی تفصیل مع نقول کے فرائم کی جائے نیز پی پی ایل کے ساتھ آخری معاملہ کب طے پایا اور کیا معاملہ طے کرنے سے قبل اس کا مسودہ اسمبلی میں پیش کیا گیا اگر نہیں تو وجہ بتلائی جائے؟

**وزیر خزانہ:** چونکہ مذکورہ سوال کا تعلق محکمہ خزانہ سے نہیں ہے لہذا جواب نہیں میں تصور کیا جائے۔

**جناب چیئرمین:** جی any supplementary?

**وزیر خزانہ:** میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں یہ سوال انہوں نے کیا ہے یہ basically energy department کے متعلق ہے خزانہ کے متعلق نہیں ہے اگر وہ سمجھتے ہیں کہ بحیثیت گورنمنٹ میں انکا جواب دے دوں تو میرے پاس اس کا جواب ہے۔

**جناب چیئرمین:** ٹھیک ہے۔ جی شاء اللہ بلوچ صاحب! یہ چونکہ کہہ رہے ہیں کہ یہ میرے ڈیپارٹمنٹ سے متعلق نہیں ہے۔

**جناب شاء اللہ بلوچ:** جناب چیئرمین! میں نے جو سوال کیا ہے میں اگر میری تاریخ آپ پڑھ لیں کہ پاکستان پیرو لیم لیڈ کے ساتھ صوبے یعنی بلوچستان کے گیس کا معاملہ کب طے پایا اور سال 1954-55ء سے 2000ء تک دوران طے ہونے والے معاملات کی تفصیل، اُس وقت از جی منسری یا ڈیپارٹمنٹ بلوچستان میں

وجود ہی نہیں رکھتا، 1954-55ء میں بلوچستان میں Mines and Mineral

جناب چیرمن: ابھی تو ہے نا۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ایک منٹ سر! میری بات نہیں اس وقت Mines and Mineral کا department نہیں تھا اس وقت جو بلوچستان کی حکومت تھی بعد میں، یہ تو مجھے نہیں پڑتا کہ حکومت بلوچستان نے PPL کے ساتھ جو معاهدہ کیا گیس کی discovery کے بعد وہ transfer کئے ہیں finance کیونکہ منشی کو اس لئے کہ finance ministry ہے ساری transaction کو دیکھتا ہے PPL سے آنے والا جتنا پیسا ہے وہ ہمارے accounts میں جاتا ہے definitely it came through an agreement کہ ہم نے کتنے پیسے پر بیجا ہے ہمیں کتنے royalty ملتی ہے۔ میں نے اسی لئے جب سوال پوچا تھا گوکے سیکرٹریٹ نے میں نے وزیر خزانہ، میں نے وزیر معدنیات ان سب کو obliges ان دونوں کو ساتھ ڈال کے۔ میری یہ ہے کہ ظہور بلیدی صاحب اگر آپ کے پاس اس کا جواب ہے پیش کریں بعد میں دے دیں لیکن یہ important issue ہے۔

جناب چیرمن: ایسا ہے کہ شاء بلوچ صاحب! چونکہ آپ کا سوال آیا ہے یہ rules and procedure کے تحت finance minister صاحب آپ اپنے جو energy department ہے انکو یہ سوال بھیج دیں تاکہ تفصیل کے ساتھ آنے والے اجلاس میں انکا جواب مل سکے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: ٹھیک ہے۔

وزیرِ حکومت خزانہ: ٹھیک ہے، اگر کہتے ہیں تو میرے پاس جواب ہے۔

جناب چیرمن: نہیں تحریری جواب آجائے تو بہتر ہے۔ تحریری جواب ٹھیک ہے وہ اسمبلی کا حصہ record کا بن جائیگا۔

جناب شاء اللہ بلوچ: آخری معہدہ، آخری اس میں detail ہے دیکھ لیں یہ بڑا important ہے PPL کے ساتھ آخری معہدہ کب طے پایا اور معہدہ طے کرنے سے قبل اس کا مسودہ اسمبلی میں پیش کیا یا نہیں؟

جناب چیرمن: ٹھیک ہے۔

جناب شاء اللہ بلوچ: تو ساری details written آجائیں۔ I agree written reply along with

وزیرِ حکومت خزانہ: جناب اسپیکر! جو محکم ہیں energy کو address کریں۔

جناب چیئرمین: نہیں rules and procedure یہ ہے کہ چونکہ آیا ہوا ہے آپ منستر ہیں یہ convert ہو جائیگا energy department کے پاس۔

وزیر حکومت خزانہ: ٹھیک ہے جی۔

جناب چیئرمین: جناب ثناء بلوج صاحب! آپ اپنا question نمبر 188 دریافت فرمائیں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: شکر یہ جناب چیئرمین! 188 Question No

جناب چیئرمین: جی منستر صاحب۔ آپ جواب دیں۔

وزیر حکومت خزانہ: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

188☆۔ جناب ثناء اللہ بلوج، رکن اسمبلی۔

کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم مط لمع فرمائیں گے کہ ملکہ خزانہ کے اکاؤنٹ نمبر A-1 کے ذریعے سال 2018ء کے دوران خرچ کردہ رقم کی ضلع، تاریخ وارتفصیل دی جائے نیز خرچ کردہ رقم جن جن + کہ یہ اس پر خرچ کی گئی اسکیم وارتفصیل بھی دی جائے۔

وزیر خزانہ: سال 19-2018ء کے دوران ملکہ کے اکاؤنٹ نمبر A1 کے تحت جاری کردہ رقم کی تفصیل خیم ہے اسمبلی لاہوری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب چیئرمین: Any supplementary?

جناب ثناء اللہ بلوج: جی سر! میرے سوال کا جواب انہوں نے annexure میں دیا ہے یہاں اور کوئی بلوچستان کے تمام اضلاع کی تفصیل دی گئی ہے سر! میرا سوال جو تھا وہ آپ نے شاید پڑھ لیا ہو گا وہ یہ ہے کہ ملکہ خزانہ کے account head A1 کے ذریعے سال 19-2018ء کے دوران خرچ کردہ رقم کی ضلع وار تاریخ وار تفصیل دی جائے نیز خرچ کردہ رقم جن جن + کہ یہ اس پر خرچ کی گئی اسکیم وارتفصیل بھی دی جائے۔ اب ذرا چیئرمین صاحب! آپ سوال کو دیکھ لینا technically۔

جناب چیئرمین: جی جی۔

جناب ثناء اللہ بلوج: تفصیل دی جائے اور نیز خرچ کردہ رقم جن جن + کہ یہ اس پر خرچ کی گئی اس کا بھی جواب دیا جائے۔ مجھے یہاں جو جواب ملا ہے اس میں آپ دیکھ سکتے ہیں یہاں صرف بلوچستان کے blue eye district جن کو کہتے ہیں کہ جو بلوچستان میں حکومت کر رہے ہیں، یعنی ہونا تو یہ چاہیے کہ یہ بلوچستان کے اس head کے تحت یہ districts ہوتا ہے distribute ہوتا ہے equally except کوئی جس کو 7 میلین

ملتے ہیں، باقی تمام ڈسٹرکٹس کو تین، تین ملین کسی کو 5 کسی کو 6 تقریباً یہ بڑا fair distribution کا formula ہے۔ یہ head-A1 finance C&W میں جو under formula roads جس میں ہوتی ہے۔ اس کے تحت آپ دیکھیں کہ آواران 3 ملین تھا لیکن اُسکو 3 ملین باکل نہیں ملا اسکے لئے ایک روپیہ release نہیں ہوا اسی طرح تمام districts میں آئیں۔ تیرے نمبر پر آپ کو ملے گا چاغی، A1 روڈ کی head میں اُس کے لئے 4 ملین مختص تھے، اُس کو 4 ملین تو ایک ملے، اُس کے علاوہ additional 103 million ہارے چاغی سے تعلق رکھنے والے دوست تھے۔ اس کے بعد 2018-19 میں جب finance minister ہارے چاغی کو یعنی 107 ملین 11 کروڑ روپے کے قریب چاغی کو جب آتا ہے باقی آئیں تو آپ کو پھر سارا خالی نظر آ جاتا ہے۔ جمل مگری کو تھوڑا سا ملا ہے پھر اُس کے بعد کوئیہ کو 252 ملین additional ملے ہیں یعنی اُس کو 7 ملین ملنے تھے 6 کروڑ لیکن اُس کو جا کے 25 سے 26 کروڑ ملے ہیں۔ یہ 2018-19ء تو ایسے PSDP نہیں تھی، میں آپ کو ایک بتاؤں حالانکہ کل کا ہے یا پرسوں کا اخبار دیکھ لیں 25 ارب روپے بلوچستان کا اپنا بلوچستان کا جس کوئی project کہتے ہیں اُس کیلئے مختص ہیں۔ جہاں 25 ارب ایک شہر کی کوئی project کیلئے مختص ہے یہ additional 252 million جب بھیجے جاتے ہیں یہ سارے کالے کھانچے میں جاتے ہیں۔ وہ core کھاتے میں جاتے ہیں، جہاں سے یہ پیسہ کدھر جاتے ہیں کیسے خرچ ہوتے ہیں repair and maintenance میں کسی کو پہنچنیں ہے۔ میرا سوال وزير صاحب سے یہ ہے اس میں بالکل discrimination ہوئی ہیں rules کی violations ہوئی ہیں they are rules کی set some written rules، there are some norms جس کو اخلاقیات کہتے ہیں کہ ایک rule تھا آپ 30 لاکھ روپے یا تین، تین کروڑ روپے 30 ملین جو ہیں، تین، تین کروڑ روپے ہر district کو دیں گے۔ آپ نے 2018-19ء میں ان سارے ڈسٹرکٹوں کو نہیں دیا، خاران اُس میں شامل ہے جہاں سیلاب آئے، جہاں اس وقت رختان ڈویژن کی سب سی بڑی واشک والے بھی وہیں سے travel کرتے ہیں ہماری economy، ایک روپیہ ہمیں نہیں دیا۔ کیا آپ اس کی تحقیقات کروائیں گے؟ دوسرا بات کیا آپ ensure کریں گے کہ جن ڈسٹرکٹوں نے additional funds لئے ہیں، آنے والے دو سال تک تین سال تک انکو additional funds نہیں دیں گے کیوں کہ یہ تو violation ہے کل میں حکومت میں آجائوں گا power میرے ہاتھ میں ہے finance minister ہوں میری مرضی ساری دُنیا کو میں اندھا اور بہرہ سمجھتا ہوں میری مرضی قلم چلا کے 20 کروڑ دے دیا 30 کروڑ روپے دے دیا 40 کروڑ روپے جاری کر دیا، کوئی rules

ہیں کوئی norms ہیں اور میں می تو کہتا ہوں۔

**جناب چیرمن:** جی منشڑصاحب supplementary rules یہ ہے کہ کیا rules ہیں اس حوالے سے۔

**وزیر خزانہ:** جی جی میں نے پڑھا ہے۔ جناب اسپیکر! جو A1 کے مد میں وہ جو فنڈ earmark تھے وہ کوئی 18 repair کر دوڑ کے قریب تھے، لیکن حکومت کا یہ prerogative ہے کہ جہاں بھی کوئی urgency ہو کوئی building ہو جہاں وزیر اعلیٰ صاحب جاتے ہیں یا کوئی اور حکومتی عہدیدار جاتے ہیں اور لوگوں کے ہو کوئی ایسی procedure ہے کہ اسی کوئی rules اور یہ ہے کہ اس میں ایسے کوئی کرد غن نہیں ہے۔ تو اس میں demand ہو دے سکتے ہیں ایسی کوئی rules ہے کہ اس میں ایسے کوئی کرد غن نہیں ہے۔ تو اس میں ضرور جو پچھلا ہو گیا ہے اُس وقت میں وزیر خزانہ نہیں تھا لیکن آنے والے جو ہو گا اُس میں ہم کوشش کریں گے ایک مقرر کردہ rule کے مطابق ہم چیزوں کو آگے بڑھائیں۔

**جناب چیرمن:** جی ثناء بلوج صاحب۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** سر اظہور صاحب میرے لئے قابل احترام ہیں۔ یہ بالکل یہ جو انہوں نے مجھے جواب دیا ہے اس میں آپ دیکھے اس میں کوئی columns 6 ہیں ایک column کا نام ہے Names of Districts ہے جو اس کا code ہے BE object classification ہے وہ second column ہے کہ آپ نے ان ڈسٹرکٹس کو کسی 2018-19 میں it was decided, there was decision کا تین، کسی کا چار، کسی کا پانچ، کسی کا چھ۔ اور کوئی except کوئی کا 7 میں تھا کہ آپ نے ان ڈسٹرکٹس کو کسی decided یہ تو کوئی ایسی بات نہیں کہ rule چیف منشڑصاحب کے پیسے نہیں ہیں یہ لوگوں کے tax کے پیسے ہیں خاران میں جو ایک آدمی رہتا ہے وہ جب چینی خریدتا ہے وہ general sales tax دیتا ہے اس پر تمبا کو خریدتا ہے گھنی خریدتا ہے جب یہ سارا collect tax ہو کے آکے خزانے میں آتا ہیں خزانہ میں اسکی distribution بھی اُن کے taxes کے مطابق ہونی چاہیے اُنکی سڑکیں بھی بُننی چاہیے۔ ظہور صاحب نے کہا کہ ہم کوشش کریں گے کوشش نہیں میں اس فلور پر دو assurance چاہتا ہوں نمبر 1 اگر آپ اس کی تحقیقات نہیں کریں گے یہ بن جائیگا بلوچستان میں، اور اس میں clearly earmark ہے 181 میں جو ہے تھے یعنی اُس کیلئے norm allocated ہے اور اُس وقت جو خرچ ہوئے ہیں 450 میں، یو 250 میں education پر ہو سکتے تھے یہ 250 میں health پر ہو سکتے تھے یہ 250 میں اس strategic ہے یہ 250 میں ہے جو بلوچستان کے economically potential کوئی چیز کوئی انہوں نے وجوہات نہیں دیئے کہ جی ہم نے کیوں خرچ کئے 25 کروڑ روپے کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ آپ مفت میں ایسے اٹھا کے اپنی مرضی سے کہ جی وزیر اعلیٰ صاحب،

دو assurance چاہئے اس کی investigation اور اس پر مجھے معدربت یا حکومت آکے کہے کہ ہم سے ذیادتی ہوئی ہے ہم نے بالکل rules کو violate کیا ہے چاہیے پچھلے ہمارے منشی نے کیا ہے جو بھی کیا ہے۔ اور آئندہ assurance چاہیے کہ ہمارے جو ڈسٹرکٹس کیلئے جو allocated ہیں وہ ہمیں release کئے جائیں گے اور ان ڈسٹرکٹ کو جن کو پہلے release کیا گیا ہے additional ان سے cut کر کے ہمارے 30 ملین پہلے کے ہیں 30 ملین اس کے 60، 60 ملین ان ڈسٹرکٹس کو جاری کیا جائیگا جن کو ملا نہیں۔ جن کو additional ملا ہے اس سال انکو جاری نہیں کریں گے یہ assurance چاہیے۔

**جناب چیئرمین:** جی منشی صاحب!

**وزیر خزانہ:** جناب اسپیکر! جو already budgeted ہیں جن ڈسٹرکٹس کے A1 کے مدینا یا G.A Building کی مدینا وہ ہمیں انکو assurance کروتا ہوں کہ انکے districts میں جائیں گے۔ اور جو buildings اور roads وہاں اہمیت کے حامل ہیں جو repair کی ضرورت ہے یا مزید funds دینے کی ضرورت ہے تو انکو ہم دے دیں گے۔ دوسری بات انہوں نے کہی کہ جی آپ بتائیں کہ آپ خرچ نہیں کریں گے یا جو ہے اس کا ایک کوئی fair table یا distribution کا طریقہ ہو، اُس میں تو کوئی دورائے نہیں ہے۔ دیکھیں ہماری کوشش یہ ہے کہ جو وسائل کی distribution ہے اُس کے لئے کوئی ایک table اور ایک fair mechanism ہوتا کہ جو سارے بلوچستان کے districts کے اُس میں براہم ہوں۔ لیکن اس میں ایک بات انکو میں بتانا چاہتا ہوں، اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں یہ need base پر گورنمنٹ کرتی ہے، گورنمنٹ اپنی priority پر نہیں کرتی جہاں پر مطلب جس جگہ پر کوئی BRC college ہو جہاں کوئی important Hospital ہو اُس کی حالت زار خراب ہو تو حکومت کی prorogative ہے اگر demands آجائے کہیں پر کوئی سیالب آجائے یا کسی وجہ سے road building یا building خراب ہو جائیں تو یہ گورنمنٹ کو ایک prorogative حاصل ہے کہ وہ additional amount خرچ کر سکتی ہے۔ لیکن میں اس بات کی انکو assurance کروانا چاہتا ہوں اسمبلی کے فلور پر کے ہماری distribution کا جو طریقہ ہو گا وہ clear and transparent ہو گا۔

**جناب چیئرمین:** انصاف پر منی ہو گا آنے والے وقت میں، اور ماضی میں جو ہوا ہے وہ ٹھیک نہیں ہوا ہے۔

**وزیر خزانہ:** ماضی میں تو دیکھیں آپ لوگوں کی حکومت تھی آپ لوگوں نے ---

**جناب چیئرمین:** نہیں نہیں میں جو ابھی منشی صاحب تھے اس سے پہلے میں اُنکی بات کر رہا ہوں، جو

question ہے میں اُن سے متعلق پوچھ رہا ہوں۔

**وزیر خزانہ:** اس میں منسٹر صاحب کو موردا زامنہ نہیں ٹھرا تا نہ میں یہ کہوں گا کہ جی منسٹر صاحب نے کوئی غلط کام کیا ہے۔ دیکھیں چا غی بھی ہمارے بلوچستان کا حصہ ہے خاران بھی بلوچستان کا حصہ ہے ڈیرہ گم بھی بلوچستان کا حصہ ہے پشین بھی حصہ ہے۔ جہاں جہاں ضرورت ہوگی وہاں گورنمنٹ ضرور جو ہے پیسے خرچ کرے گی یہ پیسے بلوچستان کے عوام کے ہیں گورنمنٹ کے ہیں۔

**جناب چیئرمین:** ٹھیک ہے OK-Thank you

**وزیر خزانہ:** میں طریقہ کار پر بات کر سکتا ہوں کل خدا نخواستہ اللہ نہ کرے کہیں پر کوئی سیلا ب آجائے تو کیا ہم پابند ہوں وہاں additional amount خرچ نہ کریں؟ تو وہ definitely گورنمنٹ دیکھے گی کہ جہاں ضرورت ہے وہ کر گی، اس پر بھی ابھی قبل از وقت کوئی assurance دوں تو اُس پر اگر ہم پورا نہ کر سکے تو یہ مناسب بات نہیں ہے۔ وہ جو ہے کوئی قدغن اُسکا نہیں ہے جہاں کوئی ضرورت ہوتی ہر حکومت کرتی ہے صرف بلوچستان حکومت نہیں ہے۔

**جناب چیئرمین:** جناب اکبر میںگل! آپ اپنا توجہ دلا و نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔ جی آپ پڑھیں۔

**میر محمد اکبر میںگل:** وزیر مواصلات موجود نہیں ہیں۔ کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ (الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 2019-2020ء کے بجٹ میں PSDP نمبر Z.019.0074 سیریل نمبر 122 صفحہ نمبر 22 آف 214 میں آری پیر ٹوسارونہ روڑ جس کی کل لمبائی 30 کلومیٹر ہے، کے لیے 35 کروڑ روپے کی ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو نہ کوہ روڈ پر کب تک کام شروع کیا جائے گا؟ تفصیل دی جائے۔

**جناب چیئرمین:** جی منسٹر صاحب! توجہ دلا و نوٹس ہے C&W سے متعلق اگر آپ۔۔۔

**وزیر خزانہ:** متعلقہ وزیر اسمبلی میں نہیں ہے، تو میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کو defer کریں، اگلی اجلاس کے لیے، جب وہ آئیں گے تو اس کا جواب مجھ سے بہتر دے سکیں گے۔ میرے پاس اسکا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔

**میر محمد اکبر میںگل:** جناب اسکیئر! اس سے میں صرف اتنا assurance چاہتا ہوں کہ اس کو change کیا جائے گا جو ہے PSDP میں۔

**جناب چیئرمین:** ایسا ہے چونکہ جو بجٹ میں PSDP میں جو اسکیم reflect ہوتا ہے، اُسکو change نہیں کیا جا سکتا۔ تو منسٹر صاحب کا بھی یہ ہے کہ اس اسکیم کو change نہیں کیا جائے، چونکہ PSDP میں آیا ہوا ہے۔

**وزیر خزانہ:** کوئی اسکیم اگر PSDP میں آئی ہوئی ہے اور اسمبلی سے cabinet سے، اسمبلی سے وہ منظور شدہ ہے تو اسکو change کرنے کا کوئی جواز ہی نہیں بنتا، تو وہ کیوں change ہو گئی؟

**میر محمد اکبر مینگل:** صحیح ہے۔ thank you.

**جناب چیئرمین:** اور فسٹ آکروہ خود بھی جواب دیں، چونکہ یہ ایک constitutional provision ہے کہ جو بجٹ منظور ہوتا ہے PSDP اسے منظور کرتی ہے اس کو change نہیں کیا جاسکتا۔

**وزیر خزانہ:** اس میں جناب اسپیکر! اس اسکیم کے بارے میں نہیں پتہ اور مجھے یہ بھی نہیں پتہ کہ ہمارے معزز رکن صاحب وہ کیوں یہ پوچھ رہے ہیں۔ اگر ان کا کوئی سیاق و سبق ہے تو وہ اسمبلی کو بتا دیں تاکہ اُسی کے مطابق اُس کو جواب دے سکیں، ویسے normally جو اس کے مطابق PSDP میں reflected ہوتی ہیں، وہ اُن پر execution ضرور ہوتی ہے۔

**میر محمد اکبر مینگل:** جناب اسپیکر! میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ یہ ایوان مقدس ہے، محترم ہے، جو چیز یہاں سے پاس ہوتی ہے، بجٹ، یہ اسمبلی پاس کرتا ہے۔ تو جو چیز PSDP میں آئی ہیں، بجٹ میں پاس ہوئی ہیں۔

**جناب چیئرمین:** اگر MPA صاحب! آپ چاہ رہے ہیں کہ اس کو defer کیا جائے next جلاس کے لیے؟

**میر محمد اکبر مینگل:** میں یہ چار ہوں کہ آپ یہ رو لگ دیں کہ کم سے کم یہ change نہیں ہو جائے۔

**جناب چیئرمین:** چونکہ یہ constitutional provision ہے PSDP پاس ہوتی ہے اسمبلی سے۔ اُس کی کوئی اسکیم تبدیل نہیں کی جاسکتی۔

**میر محمد اکبر مینگل:** یہی رو لگ چاہ رہا ہوں آپ سے۔ thank you

**جناب چیئرمین:** thank you سیکرٹری صاحب! رخصت کی درخواستیں اگر ہیں، تو آپ پڑھ لیں۔

**جناب صدر حسین (سیکرٹری اسمبلی):** نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** جناب احمد نواز صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** جناب اختر حسین لانگو صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور

کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** میر یونس عزیز زہری صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** جناب اصغر علی ترین صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** ممکن ہے شام لعل صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

**سیکرٹری اسمبلی:** جناب ٹائیڈ جاؤں صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

غیر سرکاری کارروائی۔ جناب ثناء بلوج صاحب رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنی قرارداد نمبر 25 پیش کریں۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** شکریہ جناب اپنے کی قرارداد نمبر 25 میں قرارداد پڑھ کر سنادوں؟

**جناب چیئرمین:** بھی، بھی۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** ہرگاہ کہ ملک کے دیگر صوبوں کے دیہاتوں و آبادیوں کو ایک عرصہ گزرے بھلی فراہم کی گئی ہے لیکن بلوچستان کے متعدد دیہاتوں و آبادیوں کو تاحال بھلی فراہم نہیں کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے ان میں احساس محرومی اور تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ حکومت سے رجوع کرے کہ وہ ملک کے دیگر صوبوں کی طرح بلوچستان کے وہ دیہات و آبادیاں جنہیں تاحال بھلی کی سہولت سے محروم رکھا گیا ہے، کو آئین کے آرٹیکل 157 کے مطابق بھلی کی فراہمی کو فوری طور یقینی بنائے تاکہ لوگوں میں پائی جانے والی احساس محرومی اور تشویش کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

**جناب چیئرمین:** چونکہ یہاں ایک لفظ تصحیح آپ کر لیں کہ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ

وہ وفاقی حکومت سے ---

**جناب شناع اللہ بلوچ:** جی بالکل ٹھیک ہے۔

**جناب چیئرمین:** قرارداد نمبر 25 پیش ہوئی۔ کیا محکم اپنی قرارداد نمبر 25 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

**جناب شناع اللہ بلوچ:** شکریہ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہو گا کہ میرے ہمیشہ constitution میں دو چار چیزوں کا ہمیشہ ذکر کرتا ہوں، جس میں ایک جو fundamental rights constitution کا جو chapter 2 ہے۔ جس میں بیناً انسانی حقوق اور حکمت عملی کے ہمارے پہلو سارے وضع کئے گئے ہیں اور اس میں ایک بات بار بار کی گئی ہے، وہ ہے 25 Artical جس میں کہا گیا ہے کہ ”شہریوں سے مساوات“، اور شہریوں سے مساوات کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پاکستان میں رہنے والے تمام افراد، پاکستان کے تمام شہری، وہ ملک کے کسی بھی حصے میں رہتے ہوں، ان کے ساتھ یکساں سلوک کیا جائے گا۔ ان کو روشنی فراہم کی جائے گی، ان کو تعلیم فراہم کی جائی گی، ان کو پینے کا صاف پانی فراہم کیا جائے گا، ان کو ایک جگہ سے دوسروی جگہ تک سفر کرنے کے لیے اچھی سڑکیں فراہم کی جائیں گی۔ ان کو روزگار کے وسائل فراہم کیے جائیں گے۔ ان کی ذاتی سیکورٹی، personal security کو بھی ensure کیا جائے گا۔ یہ ساری چیزیں اُس مساوات میں شامل ہیں۔ یعنی equality ہے وہ ہمارا basic back bone ہے، equality principle ہے وہ اسی پر ہے، بھائی چارے پر ہے اور مساوات پر ہے۔ لیکن آپ کے شاید علم میں ہے کہ بلوچستان اس وقت وہ صوبہ ہے جو اس وقت بھلی کے حوالے سب سے زیادہ تکلیف اور مشکلات کا شکار ہے۔ بلوچستان کے تقریباً اس وقت 70% کے قریب آبادی کو، وہ دن میں صرف چار سے پانچ گھنٹے بھلی میسر نہیں ہوتی۔ گوکہ جو world energy outlook 2016ء میں اُس کے مطابق دُنیا میں اس وقت یقیناً کروڑوں کے حساب سے لوگ بھلی سے محروم ہیں۔ لیکن پاکستان میں جو محروم آبادی ہے، وہ تقریباً اس وقت 51 million ہے۔ 51 million یعنی پانچ سے ساڑھے پانچ کروڑ لوگ پاکستان میں بھی اس وقت بھلی سے کسی نہ کسی طریقے سے محروم ہیں۔ لیکن اُس 51 ملین میں سے اگر دیکھا جائے تو بلوچستان کے اندر جو بھلی سے، بھلی کی سہولت سے، گھر بیو استعمال کے لیے، صنعتی استعمال کے لیے، چھوٹے موٹے domestic consumption, commercial consumption کے لیے، یا خرات کے لیے یا چھوٹی صنعت کاری کے لیے بلوچستان کی تقریباً 70 سے 75% آبادی وہ بھلی کی ان سہولتوں سے محروم ہیں۔ گیس، ہم اپنے ہی صوبے سے پیدا کرتے ہیں۔ 1954ء سے ہم نے بلوچستان میں گیس

کی production کی۔ پاکستان میں 1990ء تک balochistan was the major production 70% تک 80% پھر 90% producer ہے جو گیس کی بلوچستان سے جاتی تھی۔ یہی گیس تھی جس کی بدولت پاکستان میں اچھی بجلی بنتی تھی۔ بلوچستان کی جو بجلی production میں تحریل پاور کا generation کا سب سے بڑا کردار ہے وہ بلوچستان گیس کی بدولت تھی۔ میں ہمیشہ یہی کہتا ہوں کہ اسلام آباد میں جو قسم نے اور اجالے آج سے میں، پچھس سال پہلے وہ ہماری گیس کی بدولت تھی۔ گیس convert ہوتی تھی بجلی میں اُس سے بجلی بنائی جاتی ہے۔ ہماری گیس کی بدولت fertilizers industries چلتی ہیں جہاں فصلیں اور اُن کی زراعت ترقی کرتی ہے۔ ہماری بجلی کی بدولت اس وقت باقی صوبوں میں 11 ہزار کے قریب کارخانے ہیں۔ لیکن جو گیس بجلی پیدا کرتی ہے وہ گیس ہمیں چولہا جلانے کے لیے بھی فراہم نہیں کی جاتی ہے۔ وہ گیس ہمیں بجلی بنانے کے لیے بھی فراہم نہیں کی جاتی ہے۔ تو اس وقت بلوچستان جو ہے وہ تقریباً 2600، 2500 میگاوات بلوچستان کو بجلی کی ضرورت ہے لیکن بد قسمی سے بلوچستان کا ایک جو بوسیدہ اور بالکل دیمانوں جو distribution system ہے اور بجلی دیہاتوں اور شہروں transmission system میں تقسیم کرتی ہے۔ وہ اتنا بوسیدہ ہے کہ اُس میں چار سو میگاوات بجلی کی بھی capacity نہیں ہے۔ کرنے کی اور لوگوں تک پہنچانے کی۔ اور جبکہ پاکستان میں اس وقت 32 ہزار میگاوات کے قریب installed capacity ہے۔ اور اس وقت پاکستان میں جو grid-stations ہیں، 500 KV کا، وہ تیرہ 500 KV کا grid-stations ہیں، بلوچستان میں اُن میں سے ایک بھی نہیں ہے۔ پاکستان میں اس وقت کوئی 7 ہزار کلو میٹر transmission line 500KV ہے بجلی کی، جس میں بلوچستان میں صرف 27 کلو میٹر transmission line ہے، وہ بھی reverse جو میں نے دو تین دفعہ ذکر کیا ہے، حب سے کراچی بجلی لے جاتی ہے۔ بلوچستان میں اس وقت تقریباً 65% دیہات، ہمارے شہروں تک تو بجلی پہنچ گئی ہے لیکن گو کہ وہ بجلی 6 سے 7 گھنٹے ہے۔ ہمارے بلوچستان میں 65% دیہات اس وقت بجلی سے محروم ہیں۔ جناب چیزیں! اب بجلی ضروری کیوں ہے؟ بجلی صرف میں نے ہمیشہ یہ کہا ہے کہ صرف روشنی کے لیے نہیں ہوتی ہے۔ بجلی صرف رات کو ایک دوسرے کو دیکھنے یا اپنی فریق سے مٹھنے کے پانی نکالنے کے لیے نہیں ہوتا۔ بجلی کا energy کا جس کو کہتے ہیں تو انہی کا استعمال دنیا میں اس طرح ہے جس طرح آپ کسی قوم کو بے دست و پا کر دیں، جس قوم کے پاس energy نہیں ہوتی وہ قوم بے دست و پا شاہرا ہوتی ہیں۔ وہ نہ صنعتی ترقی کر سکتی ہے، نہ معاشری ترقی کر سکتی ہے، نہ وہ mechanised agriculture کی طرف جا سکتی ہے، نہ وہ small

medium industrialisation کی طرف جا سکتی ہے، نہ وہ technical education کی طرف جا سکتی ہے۔ نہ وہ جناب والا! اپنے گھروں میں رات کو پڑھ سکتے ہیں۔ مطلب بھلی کا استعمال، ایندھن کسی بھی قوم کی ترقی کا پیانہ ہے۔ دُنیا میں اس وقت یہ نہیں ہے کہ per-capita income کتنا ہے؟ کہتا ہے per-capita energy کی availability کیا ہے؟ کہتا ہے کہ اگر آپ امیر قوم ہیں تو مجھے بتائیں کہ آپ کے پاس per-capita electricity، per-capita energy کی availability کیا ہے۔ اُس کو دیکھ کر جو ہے قوموں کی طاقت اور قوموں کی امیر ہونے کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ بلوچستان اس وقت افریقہ سے پیچھے ہے۔ لوگ افریقہ کا ہمیشہ نام لیتے ہیں modern Africa لوگوں نے دیکھا نہیں ہے، اگر آپ اُس کو جا کر دیکھیں، افریقہ میں بھی اس طرح کی صورت حال نہیں ہے جہاں اٹھارہ، اٹھارہ بھنٹے بھلی نہیں ہو۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں کہ تمام مسائل کی جڑ جب ہم کبھی دیکھتے ہیں کہ نیشنات کا مسئلہ آتا ہے۔ کبھی بیرون گاری کا مسئلہ آتا ہے، بلوچستان میں 86% غربت کا مسئلہ آجاتا ہے، بلوچستان کے زمیندار سڑکوں پر رور ہے ہوتے ہیں۔ جناب والا! سب کی بنیادی تکلیف اور مشکلات کا ذکر ہوتا ہے، بلوچستان کے زمیندار سڑکوں پر رور ہے ہوتے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک بلوچستان میں وجہ جو ہے وہ بھلی ہے۔ ایندھن ہے۔ بلوچستان کو روشنی سے حرم رکھا گیا ہے، اور یہ روشنی صرف اندر ہیرے کو روشنی میں تبدیل کرنے کے لیے نہیں بلکہ یہ غربت کے خاتمے کے لیے ضروری ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب تک بلوچستان کو، اور آپ کو علم ہو گا کہ یہ پیک پر ہم نے یہاں بحث بھی کی تھی۔ 52 billion dollars کا portfolio ہے اسی پیک۔ اور یہ پیک کا 70% جو ہے، اسکے 52 billion dollars میں سے جو کہ 5 ہزار ارب روپے کے قریب، ابھی تو وہ زیادہ بن جائیں گے، 7 ہزار ارب روپے کے قریب وہ بنتے ہیں۔ ان کا 70% جو ہے، وہ energy کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یعنی بارہ سے تیرہ power plants لگائے گئے۔ اور اس کے علاوہ جناب والا! 4 billion dollars یعنی کوئی 800 ارب روپے کے قریب جا کے بن جاتا ہے، اب تو وہ 1200 ارب روپے کے قریب بن جائے گا کیونکہ ذریکی قیمت تبدیل ہو گئی ہے۔ یہ صرف اور صرف transmission lines کے لیے ہے۔ اور آپ کو یاد ہو گا کہ ہم ہمیشہ یہ پیک کے حوالے سے احتجاج کرتے تھے کہ 2 ہزار کلومیٹر کی جو اور ٹیکاری سے لاہور، چار ہزار میکاوات بھلی جو سندھ میں اضافی پیدا ہو گی، یہ چار ہزار بھلی لے کر پنجاب کی طرف جائیں گے۔ وہ ہمارے بھائی ہیں، اللہ پاک ان کو آباد کرے، ان کی صنعتیں بھی چلیں، ان کے بچوں کو بھی دو وقت کا اچھا کھانا نصیب ہو اور بیرون گاری ختم ہو۔ لیکن اس ریاست کو، اس حکومت کو یہ بھی سوچنا چاہیے کہ بلوچستان کو

اندھروں میں رکھ کر، بلوچستان کو سی پیک کے project کے جو energy infrastructure ہے کا، اُس سے محروم رکھ کر، grid-station سے محروم رکھ کر یا اسکے علاوہ بلوچستان کو جو انکا ایک اور plan جس کے تحت national transmission and despatch company کا ایک plan ہے جو NTDC کے 2021ء اور 2022ء میں عملدرآمد اُس پر کریں گے۔ اُس کے تحت جناب والا! کوئی 23 نئے 500KV کے grid-stations proposed کیتے گئے ہیں۔ اسی طرح 62 کے قریب kv 220 کے گرد اسٹیشن propose کیے کئے ہیں۔ لیکن unfortunately جب آپ اُن کے سارے plan کو، یہیں کیسے گے یا پڑھیں گے اُس میں بلوچستان کا آپ کو ایک بھی گرد اسٹیشن نظر نہیں آئے گا۔ اس فیڈرل PSDP میں بلوچستان نیشنل پارٹی کی مرہون منت یہ ہم جو بار بار بائیکاٹ کرتے ہیں یا وفاقی حکومت کے جو ہے کا ان کھنچتے ہیں یا ان کو جنبدوڑتے ہیں، اسمبلی میں یہی تھا کہ جو بلوچستان کو اُسکا due right رخشنan ڈویژن، اور خاران کے بھی شامل ہیں۔ لیکن یہ کافی نہیں ہیں۔ بلوچستان کو war footing پر، بلوچستان کو جنگی بنیادوں پر گیس اور بجلی کی فراہمی ضروری ہے۔ اس لیے کہ بلوچستان میں اگر کوئی کہتا ہے کہ special economic zone ہوا پر تو نہیں چلتے؟ industrial zone جو special economic zone ہیں وہ تعویز پر تو نہیں چلیں گے، کوئی ڈم و درود پر تو نہیں چلیں گے جناب والا! یہ special economic zone کو industrial infrastructure چاہیے اور industrial infrastructure ہوتا کیا ہے؟ پہلی بات بجلی، دوسرا gas infrastructure، تیسرا infrastructure کی اُس روڈ کے ساتھ connectivity، چوچی اسکے ساتھ humen resource۔ یہ ہماری نالائقی ہے پچھلی PSDP شروع ہونے سے پہلے ہم نے کہا تھا بلوچستان کے سارے ہائی اسکولز جو ہیں، convert کروائیں۔ یہ گورنمنٹ کو سمجھنی نہیں آئی۔ اُن کے سر کے اوپر سے چلا گیا کہ یہ کیا proposal ہے؟ بلوچستان کو اگر جنگی بنیادوں پر ایک باوقار صوبہ بنانا ہے، اُس کو ایک قابل صوبہ بنانا ہے، دوسرے صوبوں کے برابر لائے کھڑا کرنا ہے، تو کچھ ذمہ داریاں ہماری ہیں۔ لیکن اس قرارداد کی توسط سے گوکہ ہمارے معزز ارکین اسمبلی کی تعداد بڑی آج کم ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں جناب والا! یہ ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اس کو PSDP۔ اور PSDP چھوڑ انہیں جا سکتا۔ میں نے آپ کو PSDP کی

بتابی ہیں، اگر PSDP میں annual allocation 5% to 6% جو ہیں بلوچستان کے لیے ہوتی ہے۔ ہمیں اپنا politically case فور سے اٹھانا ہو گا کہ بلوچستان کو کم سے کم energy کی مد میں، گیس کی مد میں اور infrastructure کی مد میں additional support کی ضرورت ہے۔ اور اس میں social economic کا ایسی پیک کا ابھی آرہا ہے particularly one billion dollar umbrella کے نیچے بلوچستان کو کم سے کم یہ ensure کیا جائے کہ solar میں، wind میں اور جو energy کی مد میں direct electricity grid or off the grid special project design کیا جائے ہمارے علاقے ہیں۔ اس کی مد میں بلوچستان کے لیے ایک ہم 20 ہزار کے قریب میگاوات کے قریب بھلی پیدا کر سکتے ہیں۔ صوبائی حکومت اگر کوئی vision کے ساتھ کوئی فکر کے ساتھ آئے تو ان کو harvest کیا جاسکتا ہے۔ تو میں جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے مشکور ہوں کہ آپ نے اس پر ہمیں بولنے کا موقع دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو متفقہ طور پر پاس کیا جانا چاہیے، اس کے حوالے سے ایک کمیٹی بنانی چاہیے کہ ہم فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ اس کو، ان کو یہ جو قرارداد ہم نے منظور کیے ہیں، گزشتہ ایک سال میں، انکو بڑے systematically take-up کریں۔ کمیٹیاں بنائیں، negotiation کریں، engagement کریں، media relate کریں۔ بلوچستان کو دوبارہ زندہ کریں۔ بلوچستان پر مددگاری کا شکار ہے۔ ایک bad governance کی وجہ سے یہاں سارا دن ministers کے ہیں اور XEN's اور OSD's کی transfers، postings پر۔ کل خارج میں ٹینڈر cancel کیا، یہ حکومت ماسوائے، اسکو یہ اتنے بڑے بلوچستان کو بھوک اور افلاس سے نکالنے کی ضرورت ہے۔ سارا دن سیکریٹریٹ میں پھرتے ہیں۔ آج ایک منشی آپ کو نظر نہیں آیا۔ سارا دن SDO اور Oversears transfers، postings کی شاء کا میاب ہو یا نہ ہو، بلوچستان کو ناکامی کی طرف مت ڈھکلیں۔ بلوچستان کو کامیابی کی طرف لے جائیں۔ شکریہ۔

**جناب چیئرمین:** شکریہ شاء بلوج صاحب۔ Ok thank you۔ آپ کچھ فرمائیں گے حکومت کی جانب سے۔

**وزیر خزانہ:** شکریہ جناب چیئرمین! جو ہمارے معزز رکن نے جو قرارداد یہاں table کی ہے بڑا انتہائی اچھی قرارداد ہے۔ اور واقعی اُن کی بات درست ہے کہ بلوچستان کے ایسے ایسے جگہ ہے کہ جہاں ابھی تک بھلی نہیں پہنچی ہے اور پہنچنی چاہئے۔ کیونکہ ہماری constitution کے مطابق جو بنیادی ضروریات ہیں وہ ہر شہری تک پہنچنا

چاہئے۔ جناب اسپیکر! اس حوالے سے جو بھلی کے چونکہ projects بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ اور ان کی جو cost بہت زیادہ ہے۔ تو اس حوالے سے جو ہماری گزشتہ PSDP تھی وفاقی کی تو ہماری جو ہے وفاقی حکومت کے ساتھ کافی meetings ہوئی ہیں بلکہ ان کی PSDP بننے سے پہلے planing commission کچھ لوگ بلوچستان آئے تھے۔ اور گورنمنٹ نے مختلف اُن کو تباویز دی تھی مختلف حوالیوں سے مختلف department کی جس میں ڈیمز ہوں جس میں بڑی بڑی شاہراہیں ہوں اور اسی طرح بھلی کے بھی کچھ اُن میں ڈیز ہوں۔ اسے 70 سے 80 ارب کی ۴ کم مہات جو بلوچستان کے لیے منظور کئے ہیں۔ اُس میں ہمارے شاء بلوج صاحب نے جو بھی مکران کی بات کی definitely وہاں ان کا گواہ میں کوئی 3 سو میگا واط کا کارخانہ لگ رہا ہے جو چائیز بنارہے ہیں۔ تو اُس کے لیے اُن کو transmission line کی ضرورت ہے کیونکہ مکران وہ نیشنل گریڈ سے مسلک نہیں ہے تو چونکہ وہاں پر سی پیک ہے سی اور سی پیک کا fresh project ہے گواہ وہاں ایک کارخانہ لگ رہا ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ جو بھلی کا transmission line ہے اس میں وہ کر رہے ہیں اور اس میں ہماری گورنمنٹ نے بھی take up کیا ہے شاء صاحب لوگوں نے بھی take up کیا ہے تو اس میں ہم اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ اور جو بھی کمیٹی بنائے گی کوئی joint strategy بنائے گی اس میں ہم اپوزیشن اور محکم کے ساتھ ہیں۔ شکریہ جناب اسپیکر جناب چیئرمین:

thank you آیا قرارداد نمبر 25 منظور کی جائے۔ قرارداد نمبر 25 منظور ہوئی اصل میں جی منستر صاحب۔

**وزیر خزانہ:** جناب اسپیکر! اس میں مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے کہ اسمبلی کی کوئی کمیٹی بن جائے لیکن چونکہ حقائق تو آپ کو پتہ ہے جب یہ PSDP federal ہنتی ہے تو ہمارے معزز رکن جس نے یہ قرارداد پیش کی ہے اُن کی اپنی پارٹی نے بھی کوئی 10 ارب کی ۴ کم مہات لی ہیں جس میں ہم نے PSDP دیکھا تھا اچھا خاصہ انہوں نے بھلی کے نئے جو ہے گرد اسٹیشن لگائے ہیں مختلف علاقوں میں نوشکی اور خاران اور کچھ ایسے areas میں اور اسی طرح گورنمنٹ بھی اپنی تباویز دے رہی ہے federal government میں اگر آپ سمجھتے ہیں کہ جی اگر ایک joint committee بن جائے۔ اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن حقائق یہ ہیں کہ جب بجٹ سازی ہوئی ہے صوبے میں اور وفاق میں تو اُس میں کمیٹیوں کو لوگ بائی پاس کرتے ہیں مختلف پارٹیاں میں تو شاء صاحب کو وہ چونکہ خود یہاں تو اپوزیشن میں ہے لیکن وفاق میں وہ حکومت میں ہے اُن کی جو ہے support کر رہے ہیں۔ بجٹ میں جو ہے اُن کو ووٹ بھی دیا ہے اس حوالے سے اُن کا کردار جو ہے چونکہ ہماری پارٹی بھی گورنمنٹ میں ہے وہاں

بھی ہم نے سپورٹ کیا ہے شناہ والوں کی ایک اچھی خاصی وہاں مجھے کہنا نہیں چاہئے لیکن value اچھی خاصی ہے کیونکہ ان ہی کے ووٹوں پر حکومت بنی ہوئی ہے اس حوالے سے BNP ایک اچھا کردار ادا کر سکتی ہے۔ اور وہ بھی کردار ادا کریں ہم بھی ان کے ساتھ دینگے۔ شکریہ۔

**جناب چیئرمین:** ایسا ہے کہ overall جتنے بھی resolutions یہاں پاس ہوئی ہیں وفاقی حکومت سے متعلق اُس حوالے سے حکومت جو ہے اُس کو pursue کریں۔ وہ قراردادوں پر عملدرآمد کے لیے ایسا کوئی طریقہ کار وضع کیا جائے حکومت جو قراردادیں منظور ہوئی ہیں۔ thank you مولانا نوراللہ صاحب آپ اپنی قراردادوں پر چیئرمین کریں۔

**مولانا نوراللہ:** جناب چیئرمین! یہ قرارداد اسمبلی کے اجنبی میں شامل کرنے کے لیے۔۔۔

**جناب چیئرمین:** مولانا صاحب! آپ پہلے قرارداد پڑھ لیں اُس کے بعد آپ اس پر بولیں تاکہ house کی property بن جائے۔ جی۔

**مولانا نوراللہ:** میں یہ اجلاس کے کورم کے حوالے سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ کورم پورا نہیں ہے۔

**جناب چیئرمین:** سیکرٹری صاحب آپ گن لیں کتنی تعداد ہے۔ ابھی house کی رضا ہو اگر ہم 5 minute کے لیے گھٹیاں بجا میں جتنے بھی مندرجہ صاحبان ہیں آپ اپنے نمبر ان کو حاضر کریں۔

**وزیر خزانہ:** جناب اسپیکر! اب چونکہ اسمبلی کا ویسے ہی اختتام ہے اور ہمارے نمبر ان یہاں سے جا چکے ہیں۔ اگر move کی طرف سے اجازت ہو تو اس کو منٹا لیں otherwise باقی چیزیں تو ہو گئی ہے۔

**جناب چیئرمین:** نہیں ابھی تو کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے تو چونکہ مولانا صاحب! آپ نے کورم کی نشاندہی کی، آپ بیٹھ جائیں۔ آپ کی جتنی بھی باتیں ہوں گی وہ ریکارڈ کا حصہ نہیں ہوں گی۔ ابھی ایسا ہے کہ چونکہ آج اسمبلی کے اجلاس کا آخر درج ہے تو اب میں گورنر صاحب کا حکم نامہ پڑھ کر سنتا ہوں۔

## ORDER.

In exercise of the powers conferred on me by article 109(B) of the constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I Justice Retired Amanullah Khan Yasinzai, Governor Balochistan hereby order that on conclusion of business the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand off

prorouged on Friday the 18<sup>th</sup> October,2019.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07:00 بجکر 10 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

